رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

قادیان

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر:- غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت ایک آنہ

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

قیمت ششماہی اندرون ہند ۸ عہ

قیمت ششماہی بیرون ہند ۹ لعہ

فہرست مضامین

احرار اور پولیس ص ۳

لفظ خاتم النبیین کا صحیح مفہوم ص ۴

براہین احمدیہ کی علوم تحمیل کے متعلق اعتراض کا جواب ص ۵

افتراق و انشقاق کے ذمہ وار احرار ہیں ص ۶

احرار کے امیر شریعت کی گوجرانوالہ میں پلید حرکت ص ۸

احراری امیر شریعت کی گندہ دہنی ص ۸

مسجد شہید گنج کے متعلق ایجی ٹیشن اور حکومت پنجاب ص ۹

جلد ۲۳	۱۵ر جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ	یوم شنبہ	مطابق ۱۴ر ستمبر ۱۹۳۵ء	نمبر ۶۵

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۲ر ستمبر اگرچہ آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ لیکن امید کی جاتی ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ حضور جمعہ دارالامان میں پڑھائیں گے:۔

خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے عنقریب مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل لنڈن کو۔ مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل فلسطین کو اور ماسٹر نذیر احمد صاحب افریقہ کو روانہ ہونے والے ہیں احباب ان کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا کریں:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اعمال صالحہ میں امتیازی رنگ پیدا کرو

فرمودہ ۱۴ر ستمبر ۱۹۰۷ء

"ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ کوئی امتیازی بات بھی دکھائے۔ اگر کوئی شخص بیعت کرکے جاتا ہے اور کوئی امتیازی بات نہیں دکھاتا۔ اپنی بیوی کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہے جیسا پہلے تھا۔ اور اپنے عیال و اطفال سے پہلے کی طرح ہی پیش آتا ہے۔ تو یہ اچھی بات نہیں۔ اگر بیعت کے بعد بھی وہی بدخلقی اور بدسلوکی رہی اور وہی حال رہا جو پہلے تھا تو پھر بیعت کرنے کا کیا فائدہ۔ چاہیئے کہ بیعت کے بعد غیروں کو بھی اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کو بھی ایسا نمونہ بن کر دکھائے۔ کہ وہ بول اٹھیں کہ اب یہ وہ نہیں رہا۔ جو پہلے تھا۔ خوب یاد رکھو۔ اگر صاف ہو کر عمل کرو گے تو دوسروں پر تمہارا ضرور رعب پڑیگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا رعب تھا۔ ایکدفعہ کافروں کو شک پیدا ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بددعا کرینگے۔ تو وہ سب کافر ملکر آئے اور عرض کی کہ حضور بددعا نہ کریں۔ سچے آدمی کا ضرور رعب ہوتا ہے۔ چاہیئے کہ بالکل صاف ہو کر عمل کیا جائے اور خدا کے لئے کیا جائے۔ تب ضرور تمہارا دوسروں پر بھی اثر اور رعب پڑیگا۔" (الحکم ۱۴ر ستمبر ۱۹۰۷ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر احراری حملہ آور کے مقدمہ کی سماعت

مزید گواہانِ استغاثہ کے بیانات

گورداسپور ۱۲ ستمبر ۳۵ء آج ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کی عدالت میں ملزم حنیفا کے مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ استغاثہ کی طرف سے کورٹ انسپکٹر صاحب اور ملزم کی طرف سے شریف حسین صاحب وکیل تھے۔ کارروائی قریباً گیارہ بجے شروع ہو کر ایک بجے ختم ہوگئی۔ اور چھ گواہانِ استغاثہ کے بیانات ہوئے۔ بعض دوست کارروائی دیکھنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے۔ کہ ملزم جب بھی عدالت میں حاضری کے لئے آتا ہے۔ قادیان پولیس کا ایک سپاہی سفید کپڑوں میں اس کے ساتھ آتا ہے۔ اور سوائے اس وقت کے جب ملزم کمرۂ عدالت میں ہو۔ ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔ چنانچہ آج بھی حسبِ دستور ایک سپاہی اس کے ساتھ تھا۔

گواہانِ استغاثہ نے حسبِ ذیل بیان دیئے

قریشی محمد احسن صاحب کا بیان

میرا مکان جائے وقوعہ سے سات آٹھ فٹ کے فاصلے پر ہے۔ ۲½ بجے کا وقت تھا۔ میں نے ملزم کو نور محمد کے ساتھ مسجد کے قریب گلی میں دیکھا۔ میں نے اسے پہلے ظہر کی نماز کو جاتے ہوئے پھر واپس آتے ہوئے پھر عصر کی نماز کے لئے آتے اور جاتے ہوئے دیکھا یعنی ۲ بجے سے ۶ بجے تک چار دفعہ دیکھا۔ نماز عصر پڑھ کر جب میں مسجد سے بازار آیا تو لوگ اکٹھے تھے۔ معلوم ہوا کہ حنیفا نے میاں صاحب کو ڈانگیں ماری ہیں۔ یہ نماز میں نے ریتی چھلہ میں پڑھی تھی۔ جہاں احمدی نماز پڑھتے ہیں۔ یہ واقعہ بمشکل سوا چھ بجے ہوا ہوگا۔ میں نے وقوعہ کے بعد یہ بات کہ میں نے ملزم کو اس طرح کھڑے دیکھا تھا۔ کئی لوگوں سے کی۔

بجواب سوالات وکیل ملزم کہا۔

میں کوئی ڈائری نہیں رکھتا۔ میں ملزم کو دس پندرہ سال سے جانتا ہوں۔ میں نے اسے احراریوں کے ساتھ پھرتے دیکھا ہے۔ اور جن کے ساتھ یہ پھرتا ہے۔ ان کی سرگرمیاں مجھے پسند نہیں ہیں۔ میں حضرت امیر المومنین کے خطبات سنتا ہوں میں نے جب اس کو بیٹھے دیکھا۔ تو وقوعہ سے پہلے کسی سے یہ ذکر نہیں کیا۔ کہ آج حنیفا یہاں بیٹھا ہے۔ میرے دل میں یہ شک پیدا ہوا تھا۔ کہ یہ کسی بد ارادہ سے بیٹھا ہے۔ مجھے نماز کے لئے جانے کے وقت کا علم نہیں۔ قریباً چھ بجے کا وقت تھا۔ نماز کے بعد میں چوک کی طرف شیخ نور الدین صاحب کے ساتھ گیا اور بھی تین چار آدمی ساتھ تھے۔ میں نے سید محمد حسین اور عبد الکریم سائیکل ڈیلر کی دکان کے درمیان لوگوں سے یہ بات سنی۔ اس کے بعد میں بھی تھانہ کو چلا گیا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا تھا۔ کہ میاں صاحب اس طرف گئے ہیں جب میں تھانہ میں گیا۔ تو میاں صاحب کرسی پر بیٹھے تھے۔ مجھے یاد نہیں کہ نعمت اللہ افضل۔ اور لطیف کو وہاں دیکھا ہو۔ میاں صاحب لکھ رہے تھے۔ اور ابھی وہ لکھ ہی رہے تھے کہ میں چلا آیا۔ میری ان سے کوئی بات چیت نہیں ہوئی۔ پولیس میں میرا بیان دو تین روز بعد ہوا۔ سردار خوشحال سنگھ صاحب نے لکھا تھا۔ اسی شام ڈپٹی صاحب نے میرا بیان لیا تھا یہ یاد نہیں۔ کہ لکھا یا نہیں۔

میرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کا بیان

یہ واقعہ کوئی دو ماہ کا ہے۔ تین بجے کے قریب میں ٹانگہ میں سٹیشن کی طرف جا رہا تھا اپنے گھر سے آیا تھا۔ کہ میں نے ملزم کو ڈانگ لئے ہوئے مسجد شیخاں والی کے قریب دیکھا۔ اس رات کی گاڑی سے میں بٹالہ سے واپس آیا۔ واپسی پر مجھے معلوم ہوا۔ کہ میاں صاحب پر حملہ ہوا ہے۔ میں ملزم کو پہلے سے جانتا ہوں۔ جب میں اسکے پاس سے گزرا۔ تو اس نے مجھے سلام کیا۔ میں موضع راجپورہ کا نمبردار ہوں۔ اور سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان کا وائس پریذیڈنٹ ہوں۔

بجواب سوالات وکیل ملزم۔ میں جب گزرا ہوں تو ملزم سے کوئی بات چیت نہیں کی۔ صرف اس نے سلام علیکم کہا۔ مجھے اس بات کا علم نہیں۔ کہ ملزم کا احراریوں سے تعلق ہے یا نہیں۔

خانصاحب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب ریٹائرڈ سب اسسٹنٹ سرجن

آٹھ جولائی کو میں نے مرزا شریف احمد صاحب کی ضربات کا معائنہ کیا تھا۔ ایک نشان بائیں بازو کے اگلے حصہ پر تھا۔ اور ایک [illegible] پر۔ ضربات معائنہ سے تھوڑی دیر پہلے کی تھیں میں قادیان میں اکتوبر ۳۳ء میں آیا ہوں۔ میں ایک پرائیویٹ رجسٹر رکھتا ہوں۔ جس میں ایسے معائنے درج کرتا ہوں۔ یہ رجسٹر جو میں پیش کرتا ہوں۔ اسے بنائے ہوئے قریباً ایک ماہ ہوگیا ہے۔ جب سے میں آیا ہوں یہ پہلا کیس ہے۔ اس کے سوا میں نے کسی اور ایسے کیس کا معائنہ نہیں کیا۔ میں نے سرٹیفکیٹوں کے لئے کوئی خاص فارم نہیں رکھا۔ میں نے یہ رجسٹر اس خیال سے بنا لیا تھا۔ کہ شائد کوئی اور کیس آ جائے۔ میں احمدی ہوں۔ ضربات کے متعلق میں نے یہ نوٹ نہیں دیا کہ یہ کب لگی ہیں۔ سوج بھی پڑی ہوئی تھی ضرب نمبر ا کی جگہ متورم تھی۔ مگر میں نے سرٹیفکیٹ پر اس کا اندراج نہیں کیا۔ رجسٹر پر لکھا ہوا ہے۔ میں نے سرٹیفکیٹ کی دو کاپیاں بنائی تھیں۔ ایک پر میرا خیال ہے۔ کہ میں نے (۱) لکھا تھا۔ دوسری کاپی پر رہ گیا۔ وہ کاپی جس پر لکھا تھا۔ میں نے رجسٹر پر نقل کرنے کے بعد پھاڑ دی تھی۔ میں نے اس نقل میں ورم کا ذکر کیا تھا۔ گرمی کا موسم اور رات کا وقت تھا۔ اس سے دوسری میں رہ گیا۔ ضربات سے معلوم ہوتا تھا کہ لاٹھی کافی وزنی اور ۱½ یا دو انچ موٹی تھی۔

دین محمد ولد حاکم دین عمر تیس سال پیشہ ماشکی ساکن قادیان

یہ واقعہ کوئی دو ماہ کا ہے۔ ملزم ڈانگ لئے ملا عبد اللہ کی دوکان پر بیٹھا تھا۔ تین ساڑھے تین بجے کا واقعہ ہے۔ میں شیخاں والی مسجد میں پانی بھرنے گیا تھا۔ آتے بھی اور جاتے بھی اسے وہاں ڈانگ لئے کھڑا دیکھا تھا۔ کوئی سات بجے کے قریب معلوم ہوا۔ کہ اس نے میاں صاحب کو مارا ہے

بجواب سوالات وکیل ملزم۔ میں قریباً پانچ ماہ سے لنگر خانہ میں ملازم ہوں۔ میں نے اس مسجد سے صرف ایک ہی مشک پانی لیا تھا۔ ملزم سے میری کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی میں نے ملزم کو ملا عبد اللہ کے مکان کے تھڑے پر دیکھا تھا۔ ملا عبد اللہ کو وہاں نہیں دیکھا۔ لنگر خانہ میں ملازمت سے پہلے میں غیر احمدیوں کا پانی بھی بھرا کرتا تھا۔ مگر انہوں نے چھڑا لیا۔ انہوں نے اسواسطے پانی چھڑا لیا۔ کہ میں نے ان کے کہنے پر بیعت ترک نہ کی تھی۔ میں ۱½ سال سے احمدی ہوں۔

شیخ احمد الدین صاحب دکاندار کا بیان

دو ماہ کا عرصہ ہوا میں بورڈنگ [illegible] کہ حنیفا کو ڈانگ لئے ہوئے ملا عبد اللہ کے تھڑے پر بیٹھا دیکھا۔ عبد اللہ کی دکان اور مکان اکٹھے ہی ہیں۔

بجواب سوالات وکیل ملزم

عبد اللہ تیل تمباکو فروخت کرتا ہے۔ میں نے اس واقعہ کا کوئی نوٹ نہیں رکھا ہوا میں کسی اور آدمی کا نام نہیں لے سکتا۔ جسے وہاں دیکھا ہو۔ میں احمدی ہوں۔

(باقی دیکھو صفحہ ۱۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۵ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ

احرار ــــــ اور ــــــ پولیس

احرار نے جب سے جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ انگیزی شروع کی ہے۔ اسی وقت سے ان کا دعوٰے رہا ہے۔ جس پر غالباً وُہ ابھی تک قائم ہیں۔ کہ وُہ آٹھ کروڑ مُسلمانان ہند کے نمائندے ہیں۔ اور ہر وہ بات جو ان کے منہ سے نکلتی ہے اور ہر وُہ حرکت جو ان سے سرزد ہوتی ہے اس سے تمام مسلمانان ہند متفق اور متحد ہیں۔ حکومت بھی ان کے اس دعوٰے کو قابل وقعت سمجھتی رہی ہے۔ لیکن حیرت ہے جب سے مسجد شہید گنج کا قضیہ شروع ہوا ہے۔ اور احرار نے حیرت انگیز رویہ اختیار کیا ہے۔ پولیس ہر جگہ احرار کے لیڈروں کے متعلق خاص انتظامات میں مصروف نظر آتی ہے۔ وُہ جہاں جاتے ہیں۔ سب سے آگے پولیس ان کے استقبال کے لئے موجود ہوتی ہے۔ اور سایہ کی طرح ان کے ساتھ ساتھ لگی پھرتی ہے۔ راولپنڈی میں پولیس نے ان کے متعلق جو شاندار خدمات سرانجام دیں۔ ان کا ذکر ایک گزشتہ مضمون میں بحوالہ اخبار "زمیندار" آچکا ہے۔ اس کے بعد گوجرانوالہ میں پولیس کو مولوی عطاء اللہ کی خاطر جو دوڑ دھوپ کرنی پڑی۔ وُہ آج کے اخبار میں دوسری جگہ درج ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مقامات پر پولیس احرار کی خدمت گزاری میں خصوصیت سے منہمک نظر آتی ہے۔ اور بعض مقامات پر تو مسلمانوں کو اس قسم کی شکایات بھی پیدا ہو چکی ہیں۔ کہ پولیس ان کے مقابلہ میں احرار کی صریح حمایت کرنے کی مرتکب ہو رہی ہے۔

ان حالات میں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے واحد نمائندگان اور ان کے دلی جذبات کے ترجمان لیڈران احرار کی شان و شوکت کے احترام کے طور پر پولیس ان کے متعلق یہ خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ یا یہ کہ ان کی زندگی کو خطرہ میں سمجھتی ہے۔ اس لئے ان کی حفاظت کا انتظام کر رہی ہے۔

اگر اوّل الذکر صورت ہے۔ تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ حکومت پولیس سے جو کام چاہے۔ لے سکتی ہے۔ لیکن اگر مؤخر الذکر وجہ ہے۔ تو قابل دریافت امر یہ ہے۔ کہ احرار کو خطرہ کس سے ہے۔ جس سے بچانے کے لئے پولیس ان کی حفاظت ضروری سمجھتی ہے۔ ہندو اور خاص کر سکھ تو انہیں آج کل اپنی آنکھ کا تارا سمجھ رہے ہیں۔ ان کی بے حد تعریف و توصیف کر رہے ہیں۔ ہر ممکن امداد دے رہے ہیں۔ اور تمام خوبیوں کے مالک بتا رہے ہیں۔ باقی رہے مسلمان۔ ان کے متعلق احرار کے ان الفاظ کی ابھی تک سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی۔ کہ وُہ احرار کے بلائے بولتے اور ان کے ہلائے ہلتے ہیں۔ اور احرار کو اپنا نہ صرف سیاسی بلکہ مذہبی نمائندہ سمجھتے ہیں۔ پھر ان سے خطرہ کا کیا مطلب۔ اور ان کے متعلق اس قسم کی بدظنی کا کونسا موقعہ۔ کہ ان سے احراری لیڈروں کو جان کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اور جبکہ اس وقت تک احرار نے کسی موقعہ پر کھلے طور سے یہ نہیں کہا۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے ان کی زندگیاں خطرہ میں ہیں۔ اور نہ وُہ یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے پولیس سے کوئی درخواست کی ہے۔ تو پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ پولیس ان کی نسبت کیوں اس قدر متفکر رہتی۔ اور ان کی حفاظت کیلئے اتنی سرگرم عمل نظر آتی ہے۔

احرار کی "امیر شریعت" مولوی عطاء اللہ سے گوجرانوالہ کے ایک بھرے جلسے میں ایک منچلے مُسلمان نے دریافت کیا۔ کہ جب ایک طرف آپ کو مجاہد اسلام شہید ملت اور غازی قوم ہونے کا دعوٰے ہے۔ اور دوسری طرف آپ مسلمانوں کی خدمت گزاری۔ اور ان کی خیر خواہی کے لئے جگہ بجگہ مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور یہ دعوٰے بھی رکھتے ہیں۔ کہ سوائے چند غلطی خوردہ لوگوں کے باقی تمام کے تمام مسلمان آپ پر اپنا سب کچھ قربان کرنے اور آپ کے پاؤں کے نیچے اپنی آنکھیں بچھانے کے لئے تیار ہیں۔ تو پھر اس حکومت کی پولیس کو اپنے ساتھ ساتھ لئے پھرنے کا کیا مطلب۔ جسے آپ فرعونی حکومت کہتے اور جس کی بیخ کنی اپنا مذہبی فرض بتاتے ہیں۔ مگر اس کا وُہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ اور صرف یہ کہکر خاموش ہو گئے کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس یا تھانیدار سے پوچھ لیجئے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ وُہ نہ تو یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ انہیں اپنی حفاظت کے لئے موجودہ حکومت کی پولیس کی ضرورت ہے۔ اور نہ یہ اقرار کرنا چاہتے ہیں۔ کہ انہوں نے پولیس سے کبھی کسی قسم کی امداد طلب کی ہے جب صورتِ حالات یہ ہے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جہاں احراری لیڈر جاتے ہیں۔ وہاں پولیس ان کی خاطر خاص انتظامات میں کیوں مصروف ہو جاتی ہے۔

اگر احرار پر چند ہی ایّام کے اندر اندر یہ حقیقت واضح ہو گئی ہو۔ کہ ان کا آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کے نمائندہ ہونے کا دعوٰے سراسر باطل اور محض حکومت اور عوام کو فریب دینے کے لئے تھا اور اس کے ساتھ ہی وُہ یہ بھی اعتراف کرلیں۔ کہ نمائندگی تو رہی ایک طرف اب مُسلمانوں کے ہاتھوں ان کی عزت و آبرو بھی محفوظ نہیں۔ اور انہیں جان کے لالے پڑے ہُوئے ہیں۔ تو پولیس کا فرض ہے۔ کہ ان کی حفاظت کے انتظامات کرے۔ اور ان کی خاطر جس قسم کے مظاہرے مناسب سمجھے۔ عمل میں لائے۔ لیکن جب تک احرار کھلم کھلا اس کا اقرار نہیں کرتے۔ اور اپنی حفاظت کے لئے پولیس کی امداد کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس وقت تک پولیس کو ان کی خدمت گزاری میں اس سرگرمی سے لگا دینا کوئی وجہ جواز نہیں رکھتا۔

ایک طرف تو یہ حالت ہے۔ کہ پولیس بن بلائے اور بغیر احرار کے اپنے آپ کو مسلمانوں کے ہاتھوں خطرہ میں سمجھنے کے ان کے گرد گھومتی پھرتی ہے۔ جہاں وُہ جاتے ہیں۔ وہاں تیار بہ تیار نظر آتی ہے۔ ان کے ساتھ جائے قیام تک جاتی اور پھر وہاں سے سٹیشن تک آتی ہے۔ ان کے جلسوں میں موجود رہتی ہے۔ لیکن دوسری طرف احمدی اکثر مقامات پر احرار کے ہاتھوں سخت ستائے۔ اور دکھ دیئے جا رہے ہیں۔ وُہ اپنی عزت و آبرو۔ اور جان و مال کو احرار کی وجہ سے خطرہ میں سمجھتے ہیں۔ پولیس کو ان حالات سے اطلاع دیتے۔ اور اس سے فرض شناسی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ احرار علانیہ ان کو ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ ان کی عزت و آبرو پر حملے کر رہے ہیں۔ ان کے مردے دفن کرنے سے روک رہے ہیں۔ ان کا کام کرنے سے پیشہ وروں کو منع کر رہے ہیں۔ ان کے گھروں پر جا کر فحش گالیاں دیتے۔ اور بد زبانیاں کرتے ہیں۔ لیکن امن و امان کی ذمہ وار پولیس احرار کی فتنہ پردازیوں کا کوئی انسداد نہیں کرتی اور نہ احمدیوں کی حفاظت کی ضرورت سمجھتی ہے۔ یہ تفاوت نہ صرف ہمارے لئے بلکہ ہر انصاف پسند انسان کے لئے یقیناً حیرت انگیز ہے۔

پولیس احرار کی حفاظت کیلئے بیتاب نظر آتی ہے۔ حالانکہ احرار اپنے آپ کو اس کی حفاظت کے محتاج نہیں سمجھتے۔ لیکن احمدیوں کی حفاظت کی اور ان کو احرار کے مظالم سے بچانے کی وُہ ضرورت نہیں سمجھتی۔ کیونکہ احمدی پولیس سے اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں۔

"احسان" کے ایک مضمون نگار کی ناواقفیت

لفظ خاتم النبیین کا صحیح مفہوم

اخبار "احسان" ۲ ستمبر میں مسٹر راغب احسن صاحب ایم۔ اے کلکتہ کا ایک مضمون بعنوان "خاتم الانبیاء اور خاتم الامم کے دو بنیادی عقائد" شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے جہاں سشن جج گورداسپور کے فیصلہ سے مغالطہ میں پڑ کر جماعت احمدیہ کے متعلق بدگمانی سے کام لیا ہے۔ وہاں قرآن کریم اور سنت الہٰی سے بھی صریح ناواقفیت کا ثبوت دیا ہے۔ صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ "خداوند علیم وبصیر نے انتہائی حکمت کے ساتھ ایسے آخری نبی کو بھیج کر اصول دین اور اصول شریعت دونوں کو مکمل کر دیا اور انسانوں کو یہ بتایا۔ کہ ایک تمہاری ہدایات کے لئے خدا کی آخری کتاب اور اس کے آخری نبی کی جامع ترین سنت کافی وشافی ہے۔" بے شک قرآن کریم آخری کتاب ہے۔ اور ہر زمانہ اور ہر ملک میں بنی نوع انسان کی صحیح راہنمائی کی کفیل یہ ایک جامع اور مکمل شریعت ہے۔ جس کے بعد کوئی شریعت نہیں۔ اور جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت آخری شریعت ہے۔ اور آپ آخری شرعی نبی۔ لیکن یہ سوال کہ اگر تشریعی نبوت بند ہے۔ تو پھر کس قسم کی نبوت کا دروازہ امت محمدیہ کے لئے کھلا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ نبوت غیر تشریعی یا ظلی نبوت جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا۔ اور جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ سے مستفیض ہو کر آپ مقام نبوت پر فائز ہوئے۔ جاری ہے اور اس میں اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک نہیں۔ بلکہ فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

راغب صاحب نے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کے بند ہونے کی دلیل یہ دی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انہ لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم لیکن اگر حدیث کے یہی الفاظ سمجھے جائیں تو بھی ان میں ان انبیاء کے ختم ہونے کا ذکر ہے۔ جو نئی امت بناتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قسم کا کوئی دعوےٰ نہیں کیا۔ دراصل لا نبی بعدی کی تشریح مسلم کی دوسری حدیث کرتی ہے۔ جو یہ ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اٰخر الانبیاء وان مسجدی اٰخر المساجد (مسلم ص۳۰۱ باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد المدینۃ والمکۃ) یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آخری نبی ہوں۔ اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد اور کوئی مسجد بنانا جائز نہیں۔ جتنی مسجدیں دنیا میں موجود ہیں سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد ہی تعمیر ہوئیں۔ لیکن کیا ان کی تعمیر ناجائز ہے۔؟ نہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ مسجد نبوی کے بعد کسی عمارت کو اسوقت تک مسجد نہیں قرار دیا جاسکتا۔ جب تک وہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے نہ بنائی جائے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد کا ہے پس یہی آخر الانبیاء کا مطلب ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو نئی شریعت لائے یا میری اتباع سے باہر ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے۔

اسکے بعد مضمون نگار نے علم دین سے ناواقفیت کا ثبوت دیتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ "قرآن اور حدیث کسی آنے والے نبی کا مطلق ذکر نہیں کرتے۔" کاش وہ قرآن کریم پر غور کرتے۔ تا انہیں معلوم ہوتا۔ کہ یہ عذر کس قدر بے بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا و من الناس (سورۂ حج آخری رکوع) یعنی اللہ تعالےٰ چنتا ہے فرشتوں میں سے پیغامبر اور انسانوں میں سے آیت میں لفظ یصطفی بصیغہ مضارع معروف وارد ہوا ہے۔ جو استمرار تجددی کا فائدہ دیتا ہے۔ گویا خدا تعالےٰ نے اس میں اپنی سنت مستمرہ کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ میں فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول چنتا رہتا ہوں اور چنتا رہوں گا۔ سورہ نساء رکوع ۹ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے۔ وہ ان لوگوں میں شامل ہو جائیں گے۔ جن پر خدا تعالےٰ نے انعام کیا۔ اور وہ نبیوں۔ صدیقوں۔ شہیدوں اور صلحاء کے گروہ ہیں۔ گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ان چاروں مراتب روحانیہ کا وارث بنا سکتی ہے۔ یہ بات آپ کو دوسرے انبیاء سے ممتاز کرتی ہے۔ اور عقل بھی یہی چاہتی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ لہذا آپ کی متابعت سے ایسا روحانی رتبہ ملنا چاہیئے۔ جو آپ کی افضلیت کا ثبوت ہو۔ اگر پہلے انبیاء کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے بھی زیادہ سے زیادہ صدیقیت کا رتبہ ہی مل سکتا۔ تو آپ کی افضلیت متبعین کے لئے باعث فخر ومباہات نہ ہوسکتی۔ غرض اس آیت میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں رسالت کے جاری ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔

پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ کو اپنے بعد جس مسیح موعود کی آمد کی بشارت دی۔ اس کو آپ نے چار دفعہ صرف صحیح مسلم کی ایک حدیث میں نبی اللہ کہہ کر پکارا ہے۔

مضمون نگار نے لکھا ہے۔

"اگر کسی آنے والے نبی مہدی یا مسیح پر ایمان لانا ضروریات ایمان سے ہوتا۔ اور اس کے انکار سے کفر لازم آتا۔ تو قرآن کریم اور خدا البصیر والعلیم کبھی بنیادی عقیدہ کے متعلق خاموش نہ رہتا۔"

اس کے متعلق گزارش ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے تمام انبیاء پر ایمان لانا مسلمان بننے کے لئے تو ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن ایک ایک نبی کا نام لے لے کر نہیں فرمایا کہ اس پر ایمان لاؤ۔ پھر کیا سابقہ انبیاء کا انکار کر کے کوئی مسلمان کہلا سکتا ہے۔ اسی طرح مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب خدا تعالےٰ کے نبی ہیں۔ تو آپ پر ایمان لانا بھی ایمان دار بننے کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ ایک نبی کا انکار سب انبیاء کا انکار سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ تفسیر خازن میں زیر آیت کذبت قوم نوح المرسلین لکھا ہے۔

فان قلت کیف قال المرسلین وانما ھو رسول واحد وکذالک باقی القصص قلت ان دین الرسل واحد وان الاخر منھم جاء بما جاء بہ الاول فمن کذب واحداً من الانبیاء فقد کذب جمیعھم۔ (خازن جلد ۳ صفحہ ۳۲۵)

یعنی اگر تم سوال کرو کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا۔ کہ نوح کی قوم نے رسولوں کی تکذیب کی۔ حالانکہ نوح علیہ السلام تو ایک رسول تھا (ایسا ہی باقی آیات میں ہے) تو میں کہوں گا۔ چونکہ رسولوں کا دین ایک ہی ہے۔ بعد کا رسول بھی وہی تعلیم لاتا ہے۔ جو پہلا لایا۔ اس لئے جو شخص ایک رسول کی تکذیب کرتا ہے۔ وہ گویا سب کی تکذیب کرتا ہے۔

ان امور کے پیش نظر مضمون نگار کا یہ لکھنا کہ آنے والے نبی مہدی۔ یا مسیح پر ایمان لانا ضروریات ایمان سے نہیں۔ کوتاہ بینی ہے۔ خصوصاً جب کہ تمام مسلمان آنے والے مسیح کی آمد کا نہایت بے تابی سے انتظار کرتے ہوئے آسمان کی طرف آنکھیں لگائے بیٹھے ہیں۔

براہین احمدیہ کی عدم تکمیل کے متعلق ایک اعتراض کا جواب

رحیم یارخان ریاست بہاول پور سے ایک دوست نے ایک صاحب کا یہ سوال بھیجا ہے۔ کہ

"کیا براہین احمدیہ میں صاف اور واضح وعدہ نہیں۔ کہ اسلام کی صداقت میں تین سو دلائل دیئے جائیں گے۔ کیا کتاب مذکورہ میں تین سو دلائل موجود ہیں۔ اگر نہیں۔ تو کیوں؟"

چونکہ یہ سوال ایسا ہے۔ جو بالعموم مخالفین سلسلہ احمدیہ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پر کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے۔ اس میں شبہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب براہین احمدیہ لکھنی شروع فرمائی۔ تو اس وقت آپ کا اپنا ارادہ یہی تھا کہ صداقت اسلام کے متعلق اس میں تین سو دلائل رقم فرمائیں۔ لیکن براہین احمدیہ کی جلد چہارم کے بعد اس نام سے یہ سلسلہ قائم نہ رہا۔ مگر اس کی وجہ یہ نہ تھی۔ کہ گویا نعوذ باللہ آپ نے اپنے وعدوں کا پاس نہ کیا۔ بلکہ یہ تھی۔ کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو اہل عالم کی اصلاح کے ماموریت کا خلعت پہنا کر مبعوث کر دیا۔ اور آپ کو دیگر ادیان کے مقابلہ میں صداقت اسلام پیش کرنے کے ساتھ ہی اصلاحی کام کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تحریر فرماتے ہیں:۔

"ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی۔ اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الٰہیہ کی ناگہانی تجلی نے اس احقر عباد کو موسےٰ کی طرح ایک عالم سے خبر دی۔ جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا۔ کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے انی انا ربک کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے۔ کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی۔ اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے۔ اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ جس قدر اس نے جلد چہارم تک انوار حقیت اسلام کے ظاہر کئے ہیں یہ بھی اتمام حجت کے لئے کافی ہیں۔" (اعلان بعنوان "ہم اور ہماری کتاب" ملحقہ براہین احمدیہ حصہ چہارم)

پس جبکہ حالات بدل گئے اور مشیت ایزدی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ کو براہین احمدیہ کی تکمیل سے اہم امور کی طرف مبذول کر دیا۔ تو براہین احمدیہ اس صورت میں مکمل نہ ہو سکی جس صورت میں آپ اسے پہلے مکمل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

اس جگہ یہ ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں میں یہ مسلم امر ہے۔ کہ حالات کے بدلنے سے وعدہ تبدیل ہو جایا کرتا ہے۔ احادیث میں آتا ہے۔ قالت الیہود لقریش اسألوہ عن الروح وعن اصحاب الکہف وذی القرنین فسألوہ فقال ایتونی غداً ولم یستثن۔ فابطأ عنہ الوحی فی بضعۃ عشر یوماً حتی شق علیہ وکذبتہ قریش (تفسیر کمالین برحاشیہ جلالین صفحہ ۲۳۱ مجتبائی) یعنی ایک دفعہ یہود نے قریش سے کہا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے روح اصحاب کہف اور ذی القرنین کے متعلق سوال کرو جب انہوں نے پوچھا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کل آنا میں تمہیں بتاؤنگا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قریباً دس پندرہ دن تک وحی نازل نہ ہوئی۔ اور قریش نے آپ کو نعوذ باللہ جھوٹا کہا۔

کیا اس واقعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہر شخص کہے گا۔ کہ یہ وعدہ خلافی نہیں۔ کیونکہ اس کا سرانجام پانا اللہ تعالےٰ کی مشیت پر موقوف تھا۔ اسی طرح براہین احمدیہ کی تکمیل بھی اللہ تعالےٰ کی مشیت پر موقوف تھی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اعلان میں لکھ بھی دیا۔ کہ "اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے۔ اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے۔" پس براہین احمدیہ کی عدم تکمیل کے سلسلہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وعدہ پر کوئی اعتراض عائد نہیں ہو سکتا۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے۔ ایک دن حضرت جبرائیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رات کو آنے کا وعدہ کر گئے۔ مگر نہ آئے۔ دوسرے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت کیا۔ کہ لقد کنت وعدتنی ان تلقانی البارحۃ یعنی آپ تو گزشتہ رات آنے کا وعدہ کر گئے تھے پھر کیوں نہ آئے۔ اس کا جواب حضرت جبرائیل نے یہ دیا۔ کہ اجل ولکنا لا ندخل بیتاً فیہ کلب ولا صورۃ (مشکوٰۃ باب التصاویر صفحہ ۳۸۵) یعنی وعدہ تو آنے کا بے شک کیا تھا۔ مگر ہم اس گھر میں نہیں آیا کرتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ اگر حالات کے تبدیل ہونے پر وعدہ بدل نہ سکے۔ تو ایک شخص اعتراض کر سکتا ہے۔ کہ حضرت جبرئیل نے وعدہ خلافی کی۔ مگر کوئی دانا شخص اس قسم کا اعتراض کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ایک نئی صورت حالات پیدا ہو گئی تھی۔ جو پہلے نہیں تھی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی براہین احمدیہ کی عدم تکمیل کے متعلق اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ حالات بدل گئے تھے۔ چنانچہ آپ واضح الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

"ہم اپنے گزشتہ اشتہار میں لکھ چکے ہیں۔ اور اب بھی ظاہر کرتے ہیں کہ اب یہ سلسلہ تالیف کتاب بوجہ الہامات الٰہیہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے۔ اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں۔ کہ کتاب تین سو جزو تک ضرور پہنچے۔ بلکہ جس طور سے خدا تعالےٰ مناسب سمجھیگا۔ کم یا زیادہ بغیر لحاظ پہلی شرائط کے اس کو انجام دے گا۔ کہ یہ سب کام اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور اسی کے امر سے ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۹۳)

پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ یہ ضروری نہیں ہوتا۔ ایک شخص خواہ وہ نبی اور رسول ہی کیوں نہ ہو۔ جو چاہے۔ وقوع میں آ جائے اللہ تعالےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ انک لا تھدی من احببت۔ یعنی اے رسول تو اسے ہدایت نہیں دے سکتا۔ جس کو تو ہدایت دینا چاہے۔ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی چاہی ہوئی چیز کا ہو جانا لازمی نہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارادہ اگر اپنی ظاہر صورت میں پورا نہ ہوا۔ تو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے مخالفین کی طرف سے کہا جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے براہین احمدیہ کی تکمیل کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ پھر وہ کیوں پورا نہ ہوا۔ مگر یہ صریح مغالطہ دہی ہے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ تکمیل براہین کے متعلق اللہ تعالےٰ کا کوئی وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں نہیں۔ بلکہ آپ نے اللہ تعالےٰ کی طرف جو امر منسوب فرمایا۔ وہ یہ ہے۔ کہ:۔

"اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے۔ اور کچھ معلوم نہیں۔ کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے۔"

اسی طرح لکھا۔

"اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب تین سو جزو تک ضرور پہنچے۔ بلکہ جس طور سے خدا تعالےٰ مناسب سمجھیگا کم یا زیادہ۔ بغیر لحاظ پہلی شرائط کے اس کو انجام دیگا۔" (تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۹۳)

پس تکمیل براہین کے متعلق خدا تعالےٰ نے کوئی وعدہ نہ کیا تھا۔ اور نہ اللہ تعالےٰ کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی وعدہ کو منسوب کیا۔ بلکہ صاف لکھ دیا۔ کہ کچھ معلوم نہیں۔ کس مقدار اور اندازہ تک خدا تعالےٰ اس کتاب کو پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ بہر حال کم یا زیادہ جس طرح مناسب سمجھے گا۔ اللہ تعالیٰ بغیر پہلی شرائط کا لحاظ کئے اس کو انجام تک پہنچائیگا۔

ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارادہ کو پورا فرما دیا گو براہین احمدیہ کی صورت میں نہیں۔ بلکہ اور رنگوں میں۔ مگر چونکہ یہ تفصیل طلب امر ہے اس لئے اسے آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ بیان کیا جائیگا۔

مسلمانوں میں افتراق و انشقاق کے ذمہ وار احرار ہیں

اخبار "احسان" ۱۱ اگست نے اپنے ایک مقالہ میں مسلمانوں کے باہمی افتراق کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"قضیہ شہید گنج کے سلسلہ میں اسلامیان پنجاب کی دو پارٹیوں کے درمیان جو افتراق بلکہ تصادم واقع ہو گیا ہے۔ وہ قوم کی پبلک زندگی اور اس کے اجتماعی مفاد کے لئے بے حد مضر و نقصان ثابت ہو رہا ہے۔ امرتسر کے جلسوں میں مسلمانوں کے باہم دست و گریبان ہونے کی داستانیں سننے کے بعد راولپنڈی کے متعلق یہ اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ وہاں زعمائے احرار کی آمد نے عامۃ المسلمین کے درمیان ایک ہیجان برپا کر دیا۔ اور مسلمان دو تین دن برابر اغیار کو اپنے نفاق کے تماشے دکھلاتے رہے۔ اس قسم کے افسوسناک واقعات عام طور پر الیکشن کے دنوں میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ لیکن اب لیڈری کی ہوس نا کبھی مسلمانوں کو کسی قسم کا مفید سبق دینے کے بجائے انہیں آپس میں لڑا سکھا رہی ہے"

"احسان" نے اس موقعہ پر بھی دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے کی منافقانہ پالیسی پر عمل کیا۔ اور مسلمانوں میں فتنہ و فساد پیدا کرنے والی پارٹی کے چہرہ سے نقاب کشائی کرنے سے دریغ کیا ہے۔ اور صرف یہ لکھدیا ہے۔ کہ "اگر اس خانہ جنگی کے عالم کا انسداد نہ کیا گیا۔ تو مسلمان سیاسی اعتبار سے بہت پھسڈی رہ جائیں گے"۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ "احسان" اپنے خاص مصالح کی بناء پر احرار کے خلاف لب کشائی کرنے کی جرأت نہیں رکھتا۔ وہ ایک طرف تو جمہور مسلمانوں کی مسجد شہید گنج کی واگذاری کے لئے جدوجہد کی تائید کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور دوسری طرف احرار کو بھی جو مسلمانوں کے متحدہ مطالبہ کے خلاف ایک محاذ قائم کرنے کی کوشش میں ہیں ناراض کرنا نہیں چاہتا حالانکہ یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے۔ اور تمام مستند اسلامی ادارے اور انجمنیں اس نتیجہ پر پہنچ چکی۔ اور بار بار اس کا اعلان کر چکی ہیں۔ کہ احرار غیر مسلموں کا آلۂ کار بنکر مسلمانوں کے مقابل میں کھڑے ہیں۔ اور ان کے راستہ میں روکاوٹیں ڈال رہے۔ اور انہیں اندرونی فتنہ میں مبتلا کر رہے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں مرکزی جمعیۃ العلماء ہند کانپور کی مجلس عاملہ نے اپنے ایک اجلاس میں مسجد شہید گنج کے متعلق ریزولیوشن پاس کرتے ہوئے احرار کے متعلق اس میں یہ لکھا ہے۔ کہ

"مرکزی جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ مجلس احرار لاہور کے ذمہ وار کارکنوں سے درخواست کرتا ہے۔ کہ وہ موجودہ روش کو ترک کر دیں۔ اور آئندہ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں۔ جو سکھوں یا دیگر غیر مسلموں کی تقویت اور مسلمانوں کے ضعف و انتشار کا باعث ہو" (انقلاب ۱۰ ستمبر)

مرکزی جمعیۃ علماء ہند کانپور نے یہ جانتے ہوئے کہ احرار کی روش سراسر مسلم کش اور سکھوں اور غیر مسلموں کو تقویت پہنچانے والی اور مسلمانوں میں ضعف و انتشار پیدا کرنے والی ہے۔ ان سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ اس طریق عمل سے اجتناب کریں۔ کیونکہ احرار کھلم کھلا مسلمانوں کے لئے سنگ راہ بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں میں مزید فتنہ و فساد پیدا کرنے کے لئے کرایہ کے رضا کار بھرتی کر رہے ہیں۔ چنانچہ احرار کا بہت بڑا مداح اور ہمدرد اخبار "پرتاپ" لکھتا ہے۔

"امرتسر کی مقامی مجلس احرار والنٹیروں کی بھرتی کر رہی ہے۔ ان والنٹیروں کو اس ایجی ٹیشن کے مقابلہ کے لئے استعمال کیا جائیگا جو مسلمان مسجد شہید گنج کی واگذاری کے لئے شروع کرنا چاہتے ہیں"۔

احرار کا جمہور مسلمانوں کے خلاف یہ رویہ اختیار کرنا صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ مسلمانوں میں اس وقت جو شور و شر اور فتنہ و فساد برپا ہے۔ اس کی ساری ذمہ داری احرار پر عائد ہوتی ہے۔ جو ہر جگہ بھاگے بھاگے پھرتے ہیں۔ اور پولیس کی حفاظت اور حمایت میں فتنہ برپا کر رہے ہیں۔ لیکن "احسان" کی ...

ضلع گورداسپور کی احمدی جماعتوں کے متعلق اعلان

پچھلے دنوں جماعت ہائے احمدیہ ضلع گورداسپور کی مردم شماری کرائی گئی تھی۔ مگر ممکن ہے۔ کہ بعض احمدی دوستوں کے نام فہرست میں کسی وجہ سے نہ درج ہو سکے ہوں۔ یا بعض جگہ باقاعدہ جماعتیں نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے احمدی افراد کے نام درج ہونے سے رہ گئے ہوں۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ضلع گورداسپور کے جن احمدی اصحاب کا نام درج ہونے سے رہ گیا ہو۔ وہ اپنا نام یا اگر کوئی اور دوست بھی ان کے علم میں ایسے ہوں۔ تو ان کا نام بھی فوراً نظارت ہذا میں ارسال فرما دیں۔ ضروری ہوگا۔ کہ ان کے نام کے ساتھ ولدیت سکونت عمر۔ پیشہ۔ خواندگی یا ناخواندگی کا بھی اندراج ہو۔

حسب ذیل جماعتوں کے فارم مردم شماری پُر ہو کر نظارت ہذا میں پہنچ چکے ہیں۔

(۱) رتو چک (۲) دارا پور (۳) جاگو وال (۴) بھینی سیلوال (۵) چیچہ (۶) عالمہ (۷) بھینی پسوال (۸) گاہلڑی (۹) کاہنوان (۱۰) ڈلہ (۱۱) سیکھواں (۱۲) بسراواں (۱۳) بہادر حسین معہ مسانیاں (۱۴) گھنوکے بانگر (۱۵) لودی ننگل (۱۶) کرالی افغاناں (۱۷) بھیر دیچھی (۱۸) بازید چک (۱۹) بہبل چک (۲۰) شاہ پور امر گڑھ (۲۱) ونجواں (۲۲) اوجلہ (۲۳) فیض اللہ چک (۲۴) ڈیرہ بابا نانک (۲۵) ہردو وال (۲۶) شکار راجپوتاں (۲۷) دھرم کوٹ بگہ (۲۸) بھاڑہ (۲۹) طالب پور بھنگواں (۳۰) گورداسپور رکھوکھر مین پور (۳۱) پیرو شاہ (۳۲) پٹھانکوٹ معہ دولت پور (۳۳) میانی شیرا (۳۴) نواں پنڈ (۳۵) ملکی والہ (۳۶) لیلہ گھ (۳۷) گڑھیالہ (۳۸) ٹھیکری والہ (۳۹) تلونڈی جھنگلاں (۴۰) برنگوار ٹہ (۴۱) بجول (۴۲) جیٹھ (۴۳) بھاگو وال (۴۴) بھینی بانگر (۴۵) لنگروال ریاردوال - علی وال (۴۶) سار چور (۴۷) دھرم کوٹ رندھاوا (۴۸) دیال گڑھ (۴۹) تیجہ کلاں (۵۰) بیری (۵۱) کھٹیالہ معہ تلونڈی راماں (۵۲) نت دسوکل (۵۳) تخت غلام نبی (۵۴) کلو سوہل (۵۵) بٹالہ (۵۶) کلانور (۵۷) بہلولپور (۵۸) دھیٹر مشمولہ شکار (۵۹) اٹھوال (۶۰) ہرسیاں (۶۱) گلانوالی (۶۲) سیٹھالی (۶۳) کھارا (۶۴) ماڑی بوچیاں (۶۵) چودہری والہ (۶۶) ننگل باغباناں خورد و کلاں (۶۷) غزنی پور

ناظر امور عامہ قادیان

احمدی جماعتوں کے لئے نہایت ضروری اعلان

مکرم چودہری عطاء محمد صاحب لائلپوری جنکو بیت المال کی آمد کی جانچ پڑتال اور توسیع آمد کے متعلق تجاویز پیش کرنے کے لئے کمیشن مقرر کیا گیا ہے۔ وہ میرے سابقہ اعلان کے مطابق بعض جماعتوں کے دورہ کے لئے جن کے نام پہلے اخبار میں شائع ہو چکے ہیں۔ مرکز سے روانہ ہو چکے ہیں۔ اور اپنے مشتہرہ پروگرام کے مطابق ان جماعتوں میں پہونچ جائینگے۔ عہدیداران جماعت ہائے سے گزارش ہے۔ کہ ان کے ساتھ پورے طور پر تعاون کریں۔ اور جو معلومات وہ حاصل کرنا چاہیں۔ بلا توقف مکمل طور پر مہیا کی جائیں۔

دوسرے جو نقشہ جات چھپوا کر جماعتوں کو نظارت اعلیٰ کی طرف روانہ کئے گئے۔ ان کی صحیح طور پر خانہ پُری کر کے جلد سے جلد دفتر کمیشن بیت المال میں واپس کر دیئے جائیں۔ تاکید ہے۔ لیکن جن جماعتوں کے معائنہ کے لئے چودہری صاحب کا پروگرام شائع ہو چکا ہے۔ وہ اپنے نقشہ جات تیار کر کے چودہری صاحب کی خدمت میں ان کی تشریف آوری پر پیش کر دیں۔

یہ کام چونکہ بہت اہم ہے۔ اور دو ماہ کے عرصہ کے اندر اندر ختم ہونا ہے۔ اس لئے دوبارہ تاکید ہے۔ کہ اس کی طرف فوری توجہ کی جائے۔ اور کمیشن کو کسی بات کے جواب کے لئے انتظار میں نہ رکھا جائے۔

ناظر اعلیٰ

گوجرانوالہ میں احرار کے "امیر شریعت" کی مٹی پلید

مولوی عطاء اللہ کا اعتراف کہ زمین احرار کے پاؤں کے نیچے سے نکل گئی

گوجرانوالہ ۹ ستمبر۔ احراریوں کی طرف سے منادی کرائی گئی۔ کہ مولوی عطاء اللہ صاحب آرہے ہیں۔ اس لئے مسلمانان شہر ان کے استقبال ۱۰ بجے سٹیشن پر پہونچ جائیں۔ اس منادی پر مسلمانانِ گوجرانوالہ کے مخالفانہ جذبات بھڑک اُٹھے۔ اور احراری اپنی انتہائی کوشش کے باوجود صرف ۳۰ لڑکوں پر مشتمل گروہ جن کے ہاتھوں میں تلواریں اور لاٹھیاں تھیں مہیا کر سکے۔ اکابرینِ شہر میں سے کوئی شامل نہ ہوا۔ ادھر نیلی پوش اپنا جھنڈا لئے سٹیشن پر موجود تھے۔ اور جھنڈے پر عطاء اللہ بخاری مردہ باد لکھا تھا۔ اور عطاء اللہ گو بیک۔ غدار قوم گو بیک وغیرہ نعرے لگا رہے تھے۔ کرایہ کے احراریوں نے سٹیشن پر آتے ہی نیلی پوشوں کے جھنڈا پر حملہ کر دیا۔ مگر ناکام رہے اور پھر ان کو مغلظ گالیاں دینے لگ گئے جس سے لازمی تھا۔ کہ طرفین میں فساد ہو جاتا مگر پولیس نے معاملہ رفع دفع کر دیا۔ اور نیلی پوشوں کو چلے جانے کا حکم دے دیا۔ اس دوران میں اور تماشبین جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور عطاء اللہ پولیس کے محاصرہ میں پلیٹ فارم سے باہر آکر احرار کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ تانگہ لاؤ۔ مگر کوئی نہ لایا۔ آخر پیدل چل پڑا۔ اور پولیس مع تھانیدار چاروں طرف چھا گئی۔ کچھ راہ گزر بھی شامل ہو گئے۔ اور سکھ بھی تھے۔ شہر کے اندر قدم رکھا ہی تھا۔ کہ ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں۔ غدار قوم واپس چلا جائے۔ ایک مولوی کرم الدین صاحب امام مسجد نے تو یہاں تک کہدیا۔ کہ غدار قوم در در کا بھکاری اب یہاں آگیا ہے شہید گنج میں ہمارے بھائیوں کو شہید کرا کے اب اوروں کی جان لینے آیا ہے۔ اور پولیس کے سایہ میں جا رہا ہے۔ یہ بزدل کا فرہے اسی طرح کی پھبتیاں برداشت کرتے ہوئے مولوی عطاء اللہ تیز گامی سے اپنے ٹھکانے پر آگیا۔ احرار نے منادی کرائی۔ کہ ۹ بجے رات باغ مہان سنگھ میں جلسہ ہوگا۔ بعض لوگ وقت مقررہ کا بڑی بے تابی سے انتظار کرنے لگے۔ کہ کب آئے۔ اور "امیر شریعت" کی توضیح کریں۔ ۹ بجے کے قریب لوگ جوق در جوق آنے شروع ہوئے۔ ہر ایک پارٹی الگ الگ بیٹھی عطاء اللہ کا انتظار کر رہی تھی۔ کہ امیر المکذبین آئیں۔ اور ان کا کذب برملا کھولا جائے۔ آخر جلسہ کی کارروائی ۳-۴ ہزار کے مجمع میں شروع ہوئی۔ تلاوت کے بعد دو اشخاص نے نظمیں پڑھیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف سخت بدزبانی کی گئی۔ علامہ مشرقی کو بھی برا بھلا کہا گیا۔

بعد ازاں مجلس احرار کا مشہور رقاص اپنا رقص دکھانے سٹیج پر آیا۔ یعنی احرار کے "امیر شریعت" اور دوسروں کے خیال کے مطابق امیر المکذبین عطاء اللہ برائے تقریر کھڑا ہوا۔ اٹھتے ہی کہنے لگا۔ دیکھو مسلمانو! ۱۴ جولائی سے لیکر آج تک لگاتار شب و روز میں خدمتِ اسلام کے لئے تقریریں کر رہا ہوں۔ اس عرصہ میں صرف دو راتیں آرام کی نیند سویا ہوں۔ مگر اس خدمت کا صلہ یہ ملا۔ کہ عطاء اللہ کا ایمان سکھوں نے مول لے لیا ہے۔ حاضرین میں سے ایک آواز آئی "بے شک" دوسری آواز "ٹھیک ہے"۔ اور تمام نے تائید کی۔ اور شور مچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب شور ختم ہوا۔ تو عطاء اللہ کہنے لگا۔ اس جلسہ میں ہر قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ بھی ہیں۔ جن سے ہماری ابدی جنگ ہے۔ یعنی مرزائی۔ اور وہ بھی ہیں۔ جن کو غلطی لگی ہے۔ جو اعتراض کرنا چاہتا ہے آگے آئے۔ اور اعتراض کرے۔ میں کہوں کہ سکھوں نے احرار کا ایمان خرید لیا۔ تو تم کہو "ٹھیک"۔ اور اگر میں کہوں۔ کہ راجپال کی جنگ میں تم کہاں تھے۔ تو پھر؟ احرار کو فنا کر کے تم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے جس کو اس کی قوم کھانے کو دے۔ وہ غیر کے یعنی سکھوں کے در پر کیوں جائے۔ معترض نے کہا۔ کہ اب یہ قصہ ختم بھی کرو۔ اور میرے سوال کا جواب دو۔ اس پر عطاء اللہ نے کہا سٹیج پر آجاؤ۔ اس نے کہا۔ آپ بہرے نہیں۔ میں یہاں ہی اچھا ہوں۔ عطاء اللہ کہتا سٹیج پر آؤ۔ معترض کہتا یہاں ہی اچھا ہوں۔ اس کشمکش میں پبلک یک آواز پکار اٹھی یہاں ہی جواب دو۔ مگر عطاء اللہ خاموش ہو گیا۔ اور بہت لوگ اٹھکر چلے گئے

اس کے بعد پھر تقریر شروع کی۔ تو ایک اور معترض نے ناطقہ بند کر دیا۔ معترض کا اعتراض یہ تھا۔ کہ آپ تو امیر شریعت۔ غازی اسلام۔ مجاہد ملت اور کیا کیا القاب سے ملقب ہو۔ پھر یہ بتاؤ۔ کہ پہلے کبھی پولیس آپ کے ساتھ نہیں آئی تھی۔ اب کیوں آئی ہے۔ اس کا جواب یہ دیا۔ کہ سپرنٹنڈنٹ یا تھانیدار سے پوچھو۔ ایک آواز آئی۔ شاہ صاحب کوئی کام کی بات کرو۔ کیوں اچھا بھی میں وقت ضائع کر رہے ہو۔ اس کے بعد عطاء اللہ نے راولپنڈی کی داستان سنانی شروع کی۔ اور کہنے لگا۔ وہاں اگر میں تقریر کرتا۔ تو قتل ہو جاتا۔ مجھے وہاں بر سر بازار خدا بخش اور خواجہ عبد الرحمن نے گندی گالیاں دیں جس طرح حضرت عثمان کو کوئی نہ بچا سکا مجھے کون بچاتا۔ پھر کہا جس طرح تم اپنی بیویوں پر اعتماد کرتے ہو۔ اسی طرح مجھ خادم قوم پر اعتماد کرو۔ اپنے آدمی کا راز دوسرے کو نہ بتاؤ۔ اس کی عیب پوشی کرو۔ گھر کا بھید گھر میں ہی رہے۔ تو اچھا ہوتا ہے۔ پھر رخ بدل کر کہنے لگا۔ مسجد شہید گنج جو سکھوں نے گرائی۔ وہ ایک بالا طاقت نے گروائی۔ اس مسجد پر جب مہنت نے ٹٹی بنوائی۔ میں نے آنکھوں سے دیکھی۔ اس وقت بھی مسجد تھی۔ اور جب گرائی گئی تو بھی مسجد ہے۔ جس طرح ایک آدمی کی ٹانگیں اور بازو وغیرہ اگر کاٹ دیئے جائیں تو بھی انسان رہتا ہے۔ اگر مینار اور گنبد گرا دیئے گئے۔ تو بھی وہ مسجد ہی ہے مسجد کی دیواریں اور گنبد گرے ہیں۔ مسجد نہیں گری۔ ہم کہتے ہیں۔ مسجد مسلمانوں کو مل جائے۔ جو ایسا نہ کہے۔ وہ بے ایمان۔ اس وقت مسجد کے حصول کی تین صورتیں ہیں

۱۔ خالصہ کو اللہ عقل دے۔ اور وہ مسلمانوں کی مسجد ان کو دے دیں۔ خالصہ جی سن لو۔ جس قوم کی مسجد تم نے گرائی ہے۔ اس کے بزرگ میاں میر نے تمہارے دربار صاحب کی بنیاد رکھی تھی۔ مگر میں کہوں کس کو؟ اگر اس جگہ مکل سنگھ اور کھڑک سنگھ ہوتے جن کے ساتھ مجھے ہتھکڑی لگی تھی۔ تو میں ان سے کہتا۔ سکھو! تمہارا مہنت مسجد پر پاخانہ پھر تا رہا۔ پھر بھی مسلمانوں نے صبر کیا۔ لیکن سر فضل حسین نے ہمیں وہ ضرب لگائی ہے۔ کہ نانی یاد آگئی ہے۔ مسجد گروا دی ہے۔ اور ہم کو بدنام کیا۔ خالصہ جی تم نے مسجد گرائی مگر انگریز کے اکیلے کے زور پر۔ ورنہ یہ مسجد ہے کوئی گرا کر تو بتائے۔ واہ واہ انگریز۔ خالصہ نے جو ضرب لگائی ہے۔ اسے مت بھولو۔ اس کا بدلہ لیں گے۔ میں لے لوں یا تم یا کوئی اور۔ مسلمانو! تم نے میری مردہ والدہ اور بچی کا نام لیکر مجھے گالیاں دیں۔ کیا اس امت کی خدمت کا یہی انعام ہے۔

دوسرا طریقہ کچہری کا ہے۔ مگر مسلمان اس میں کچھ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ سکھوں کا قبضہ مدت سے ہے۔ اور عدالتوں کا فیصلہ سکھوں کے حق میں ہے۔ اگر انجمن اسلامیہ مسجد خرید لیتی۔ تو یہ قضیہ نہ ہوتا۔ اور نہ ہم بدنام ہوتے۔ ڈاکٹر عالم نے نوٹس دیا ہے اس کی پیروی کرو۔ کانفرنس راولپنڈی کی کوئی بات نہ مانو۔ کیونکہ وہ لوگ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا چاہتے ہیں۔ اگر تم جتھے بھیجو گے۔ تو ناکام رہو گے۔ کوئی مفید نتیجہ نہ ہوگا۔ کشمیر ایجی ٹیشن میں ہم نے جتھے بندی کر کے نقصان اٹھایا۔ اگر تم نے جتھہ بندی کی۔ تو یہاں گوجرانوالہ کے سکھ تم کو دروازہ سے باہر نکلتے ہی کچل دیں گے۔ اور اگر تم لاہور پہونچ بھی گئے۔ تو وہاں پر دفعہ ۱۴۴ اور انگریز کا لب تمہارا کام تمام کر دے گا۔ سول نافرمانی بڑی سے نہیں ہوتی۔ بلکہ حاکم سے محکوم کی ہوتی ہے۔ دیکھو میں نے جامع مسجد لاہور میں اعلان کیا۔ کہ ہائی کورٹ والی مسجد لے لو۔ صبح کو انگریزوں نے خود بخود دے دی۔ ایک معترض نے کہا۔ وہ تو ۲۵ دسمبر ۶ سے وعدہ تھا

ہر طرف سے شور و غل ہونے لگا۔ اور اعتراض پر اعتراض ہونے شروع ہو گئے۔ اہل حدیث کے جنرل سکرٹری غلام محمد صاحب ڈار نے کہا۔ کہ اگر ظفر علی خاں وغیرہ نے کوئی کام نہیں کیا۔ تو مجلس احرار نے اڑہائی ماہ میں کون سے کارہائے نمایاں کر کے مسجد واپس لے لی ہے۔ عطاء اللہ کہنے لگا۔ میں لائل پور کانفرنس میں تھا۔ میری بیوی بیمار تھی۔ معترض نے کہا اب یہ حیلہ تراشنے کا موقع نہیں۔ گوجرانوالہ بیمار بیوی کو چھوڑ کر کیوں آ گئے۔ عطاء اللہ نے کہا۔ میں اس وقت سخت مصیبت میں گرفتار ہوں۔ تمام افراد خانہ بیمار ہیں۔ پھر اختر علی خاں کے خلاف شروع ہو گیا۔ دوران تقریر میں عطاء اللہ نے یہ بھی کہا۔ کہ اگر احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی ہے۔ تو کیا ہوا۔ مرزا کے ہاتھ سے نبوت بھی تو نکل گئی ہے۔ چلو مرزا محمود کی پیشگوئی کے متعلق مان لو۔ کہ پوری ہو گئی ہے۔

غرض تقریر کیا تھی۔ ایک پراگندہ خیال پراگندہ حال انسان کی خرافات کا مجموعہ تھی۔ اور معترضین کے اعتراضات اور لوگوں کے شور و شر نے عطاء اللہ کو بالکل مبہوت کر رکھا تھا۔ آخر مجبور ہو کر اس نے تقریر بند کر دی۔ (نامہ نگار)

دُعائے مغفرت

بندہ کے والد چوہدری مہر الدین صاحب ۱۲ یوم بعارضہ بخار بیمار رہ کر ۷-۹-۳۵ بروز ہفتہ صبح ۳ بجے فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اس علاقہ میں سب سے پرانے احمدی اور نہایت ہی مخلص متقی اور پرجوش احمدی تھے۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابیوں میں سے تھے۔ بندہ کا چھوٹا بھائی نذیر احمد جو وقف کنندگان تحریک جدید میں سے تھا اور دفتر تحریک جدید میں کام کرتا تھا قادیان سے آتے ہوئے رستہ میں سکھوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا ہے۔ احباب ہر دو مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار۔ ڈاکٹر بشیر احمد۔ میڈیکل آفیسر موچھ۔ حال بوبک مترہ۔ ضلع سیالکوٹ

احراری "امیر شریعت" کی گندہ دہنی

لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب
زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا

لکھنؤ کے اخبار "سرپنچ" نے حسب ذیل ایڈیٹوریل اپنے ۳۱ اگست کے پرچہ میں لکھا ہے:

پنجاب کے امیر شریعت اور جماعت احرار کے ناخدا حضرت مولانا مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری کا اثر اور اقتدار لاہور کی مسجد شہید گنج کے ساتھ کچھ ایسا شہید ہوا ہے کہ۔ ع

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

پنجاب میں تو معاصرین زمیندار سیاست احسان اور انقلاب نے ان بزرگ و محترم کو کچھ اس طرح بے نقاب کیا ہے کہ وہاں آپ کی دال گل ہی نہیں سکتی اور سب کو معلوم ہو گیا ہے۔ کہ آپ کیا ہیں اور آپ کا مشن کیا ہے۔ لیکن پنجاب کے باہر بھی آپ جس صورت سے عذر گناہ فرماتے پھرتے ہیں وہ بدتر از گناہ ہو جاتا ہے۔ مسجد کی شہادت کے وقت آپ کی اور آپ کی جماعت احرار کی مجرمانہ خاموشی ایسی چیز نہیں ہے جس کو آپ محض لفاظی میں اڑا کر یا مسلمانوں کو لسانی تھپکیاں دے کر ان کے ذہن سے نکال دیں وہ من حیث القوم اسی وقت آپ کی طرف سے مطمئن ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ایسے نازک موقع پر ایسے ایمانی آزمائش کے موقع پر ایسے اسلامی خودداری اور ناموس اسلام کے موقع پر اپنے خاموش رہنے اور اپنے کو خطرہ سے بچا کر گھر میں بیٹھ رہنے کے متعلق یا تو کوئی معقول جواز پیش کریں۔ یا بالاعلان کہدیں جلسہ عام میں اقبالی مجرم بن کر کہدیں کہ ہم میں ہمت مردانہ کا فقدان تھا۔ ہماری غیرت دینی جوش میں نہ آئی۔ ہم نے خانہ خدا کا انہدام اپنی روپہلی سنہری مصلحتوں کے ماتحت جائز سمجھا تھا۔ ہم انتخابی مہم میں مشغول تھے کو اپنا مخالف بنانا نہیں چاہتے تھے۔ لہذا ہم نے خاموشی سے کام لیا

اخبارات سچ کہتے ہیں

زمیندار اور احسان نے سیاست اور انقلاب نے حق اور حقیقت نے ان حضرت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ بالکل صحیح لکھا ہے۔ یقیناً مسلمانوں کو جماعت احرار سے بہت کچھ توقعات تھیں۔ اور جب مسلمان بے کسی اور بے بسی کے ساتھ ایک طرف اپنی جان سے زیادہ عزیز مسجد کو منہدم ہوتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ اور دوسری طرف سینہ پر گولیاں کھا رہے تھے۔ اس وقت انہوں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر احراریوں کو ہر طرف دیکھا۔ کہ یہ جانباز جماعت کہاں ہے مگر یہ جماعت گوشہ امن میں اپنے سپہ سالار یعنی امیر شریعت کے ساتھ پناہ گزیں تھی۔ اس کی بلا پولیس کے ڈنڈے کھاتی اپنے کو گولیوں کا نشانہ بناتی اپنے کو گرفتاریوں کے لئے پیش کرتی اور اپنے کو قانونی زد میں لا کر مصائب کا شکار بنتی اس جماعت کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اور آج پھر اپنے تقدس کا سکہ جمانے کے لئے ریش مقدس پر ہاتھ پھیرتے ہوئے امیر شریعت آگے بڑھے ہیں۔ اور ان مسلم اخبارات کے خلاف زہر اگلتے پھرتے ہیں مگر اب ان کی ان زہر چکانیوں کو سب سمجھ چکے ہیں۔ اور ان کے قول و فعل میں ہر مسلمان کو ایک کھلا ہوا بعد محسوس ہو چکا ہے۔ اب امیر شریعت صاحب کے الفاظ میں کوئی وزن ان کی آواز میں کوئی اثر اور خود ان میں قطعاً کوئی جاذبیت باقی نہیں ہے۔

گالم گلوچ

ان مسلم اخبارات نے جماعت احرار اور امیر شریعت کے اس مجرمانہ سکوت پر جو لے دے کی ہے۔ اس نے امیر شریعت کے دماغی توازن کو اس حد تک خراب کر رکھا ہے کہ وہ اپنی شخصیت کو بھی بھول گئے ہیں۔ اور سنجیدگی سے سادہ رہنے کے بجائے بوکھلا بوکھلا کر آئیں بائیں شائیں جو منہ میں آتا ہے ہانک رہے ہیں۔ چنانچہ ابھی آپ نے لکھنؤ کے ایک ایسے جلسہ میں تقریر فرمائی جہاں شرفاء کے علاوہ معزز پردہ نشین خواتین کی بھی کافی تعداد موجود تھی ان خواتین میں ناکتخدا لڑکیاں بھی ہوں گی۔ بہوئیں بھی ہوں گی اور بیٹیاں بھی باہر مردوں میں کم عمر بچے بھی ہونگے۔ طالب علم بھی اور غیر شادی شدہ نوجوان بھی مگر امیر شریعت نے ان میں سے کسی بات کی پروا نہ کی اور تو اور یہ بھی فراموش کر دیا کہ میں ایک عالم ایک واعظ اور ایک زاہد کی حیثیت سے ہوں آپ نے اپنی ذات والا صفات پر نکتہ چیں اخبارات کے متعلق جو بگڑی ہوئی شرمناک گالیاں بکی ہیں وہ بحیثیت عالم کے مولانا بخاری تو ممکن ہے بک سکتے ہوں مگر ہم سرپنچ کے صفحات کو اس حد تک گندا کرنا نہیں چاہتے مگر یہ ضرور پوچھتے ہیں کہ کیا وہ الفاظ ایک واعظ۔ ایک عالم دین اور ایک بزعم خود مقدس مسلمان کے شایان شان تھے ہم تو سوائے اس کے کہ ان الفاظ پر ندامت سے گردن جھکا لیں کہ یہ الفاظ ایک مسلمان واعظ نے مجمع عام میں ممبر سے بیان کئے ہیں۔ اور کچھ نہیں کہہ سکتے مگر ان شرفا سے سوال کرتے ہیں کہ کیا آپ اپنی بہو بیٹیوں کو اس قسم کی گندگی کے سننے کے لئے اور ان گالیوں اور شرمناک استعارات کو سماعت کرنے کے لئے مولانا بخاری کے "مواعظ حسنہ" میں بھیجتے ہیں

ردقادیانیت کی آڑ

ردقادیانیت سے مولانا بخاری کو کبھی کسی نے نہیں روکا ہے بلکہ جب تک وہ سنجیدگی بلکہ آدمیت کے ساتھ ردقادیانیت کی طرف متوجہ رہے ہر ایک کی آنکھوں کا تارا بنے رہے مگر اب وہ چاہتے ہیں کہ اپنی تمام کمزوریوں کو اسی پردہ میں چھپائیں چنانچہ آج کل بھی مولانا یہی کر رہے ہیں کہ آپ کے خلاف کسی نے ذرا بھی سر اٹھایا آپ چیخنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ قادیانی ہے کافر ہے انگریز ہے جس وقت آپ مسجد شہید گنج کی شہادت کے سلسلہ

میں اپنی مجرمانہ خاموشی پر غور فرماتے ہیں۔ اور اپنی کمزوری کا احساس کرتے ہیں۔ تو اس وقت آپ کو جائے پناہ اسی آڑ میں ملتی ہے۔ کہ آپ کی اس کمزوری کو جو آپ اخبارات یا جو جماعتیں یا جو افراد نمایاں کر رہے ہیں۔ ان کو فوراً قادیانی کہدیں۔ اور عوام۔ جاہل اور ناسمجھ عوام کی ہمدردیاں اپنے ساتھ کر لیں۔ لکھنؤ کے جن اخبارات کو آپ نے گندی اور انتہائی فحش گالیوں سے یاد فرمایا ہے۔ وہ آپ کی ان ہی کمزوریوں کو نمایاں کر رہے تھے۔ اور کر رہے ہیں۔ آپ نے ان کو قادیانی کہکر اپنا انتقام ان گالیوں سے لے لیا۔ مگر واضح رہے۔ خود آپ کے منہ سے نکلے ہوئے ان گندے الفاظ نے لکھنؤ میں بھی آپ کے تقدس کے اعتباری بت کو منہدم کر دیا۔ اور یقیناً اگر یہاں کے شرفاء میں غیرت اور حمیت کا شائبہ بھی ہے تو وہ اپنی بہو بیٹیوں کو ہرگز یہ کوک شاستری تقاریر سننے کے لئے نہ بھیجیں گے۔ بلکہ خود بھی اس گندگی سے اپنے آپ کو بچائیں گے۔

شیخوپورہ میں آریوں سے مناظرہ

شیخوپورہ میں مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۳۵ء کی شام کو ایک آریہ مہاشہ پرتاب سنگھ نے آریہ سماج مندر میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی شان میں سخت گستاخی کی۔ اور بالخصوص حضور کی پیشگوئیوں پر اعتراض کرتے ہوئے لیکھرام کی پیشگوئی پر بہت زور دیا۔ خاکسار نے لیکچر کے اختتام پر پریذیڈنٹ صاحب سے درخواست کی۔ کہ اگر آپ چاہیں۔ تو اس بہتان طرازی کا اسی مجلس میں جواب دے دیا جائے۔ اور اگر آپ نے پھر جواب الجواب دینا ہو۔ تو یہ مناظرہ کی صورت ہو جائے گی اس صورت میں آپ ہم سے شرائط کا تصفیہ کر لیں۔ انہوں نے کہا کل ۳۰ کی صبح کو آپ کے دو آدمی ہمارے پردھان صاحب کی خدمت میں تشریف لے آئیں۔ وہاں شرائط کا تصفیہ کر لیا جائیگا۔ صبح آدمی گئے۔ مگر انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم اتوار کو میٹنگ کرکے تحریری جواب دینگے۔ اتوار کی شام تک چونکہ کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ اس لئے جماعت احمدیہ شیخوپورہ نے قاضی محمد نذیر صاحب کو لائلپور سے منگوا کر اتوار کی شام یکم ستمبر ۱۹۳۵ء کو ایک پبلک لیکچر دلوایا۔ فاضل مقرر نے جملہ اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر آریہ مہاشوں کے سامنے ان کے اپنے گھر کی حالت کا مجمل سا خاکہ کھینچکر بتلایا۔ کہ جن لوگوں نے دنیا جہان کے مذہبی پیشواؤں کی اس درجہ دل آزاری نہ صرف تقریری طور پر بلکہ تحریری رنگ میں کی ہو۔ اور جن کے مذہبی اصول میں نیوگ جیسا مسئلہ موجود ہو۔ کیا دوسرے مذاہب اور ان کے بانیوں کے خلاف ان کو منہ کھولنا زیب دیتا ہے۔

اس لیکچر کا مسلم سکھ اور ہندو پبلک پر بے حد اثر ہوا۔ اور آریہ مہاشے ایسے دبکے۔ کہ پورے دس دن کے بعد سر نکالا۔ اور مناظرہ کے لئے جماعت احمدیہ کو لکھا۔ اب خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے شرائط مناظرہ طے ہو چکی ہیں۔ مرکز سے مبلغین کا انتظام کر لیا گیا ہے۔ تاریخ مناظرہ سے پھر ناظرین کو اطلاع دی جائے گی ضلع شیخوپورہ کے احمدی دوستوں سے التجا ہے۔ کہ اپنی شمولیت سے اس مناظرہ کی رونق افزائی کا موجب ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔ غالباً یہ مناظرہ ستمبر ۱۹۳۵ء کے آخری ہفتہ میں ہوگا۔

(خاکسار عطاء محمد سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ شیخوپورہ)

صدر احرار کے گھر میں احرار کی مٹی پلید

مجلس احرار کی نعش جس دن راولپنڈی کے بازاروں میں بے گور وکفن پڑی تھی۔ اسی شب کو ٹاؤن ہال لدھانہ میں پندرہ ہزار مسلمانوں کے ایک اجتماع نے اسے دفنا دیا۔ میر دین محمد صاحب میر اور سید انور علی صاحب اور سید سرور شاہ صاحب گیلانی نے ہنگامہ خیز تقاریر کیں۔ اور احراری لیڈروں کی سیرت پر مستند دلائل اور واقعات سے روشنی ڈالی۔ مسجد شہید گنج کی واگذاری کا مطالبہ مذہبی قرار دیا۔ اس رنج والم کے اظہار کے لئے ۲۰ ستمبر کو سیاہ جھنڈیوں کے جلوس سے مظاہرہ ضروری قرار دیا (۲)

مسجد شہید گنج کے متعلق ایجی ٹیشن اور حکومت پنجاب

شملہ۔ ۱۱ ستمبر۔ حکومت پنجاب کی طرف سے حسب ذیل اعلان کیا گیا ہے

۳۱ اگست اور یکم ستمبر کو راولپنڈی میں منعقدہ کانفرنس کے موقعہ پر بعض مسلمانوں کی طرف سے جو فیصلہ کیا گیا۔ اس پر حکومت پنجاب اچھی طرح غور کرتی رہی ہے۔ اس کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ مسجد شہید گنج کے حصول کے لئے سول نافرمانی کا طریقہ اختیار کیا جائیگا۔ کانفرنس کے سکرٹری نے بلا اشتباہ اعلان کر دیا۔ کہ یہ فیصلہ قطعی ہے۔ اس کانفرنس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا۔ کہ پنجاب کے طول وعرض میں سول نافرمانی کیلئے پراپیگنڈا کیا جائے۔ رضاکاروں کی بھرتی ہو۔ اور ان مراکز کا تعین کیا جائے۔ جہاں جہاں سے یہ تحریک شروع ہو۔ مقصد یہ ہے۔ کہ غیر آئینی طریقوں سے ایسی جگہ کو حاصل کیا جائے۔ جو مدتِ مدید سے دوسری قوم کے قبضہ میں ہے۔ اور جس کے حقوق عدالتوں کی طرف سے مسلمہ ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ قانونِ ملک سے تصادم ہو جانا ضروری ہے۔ اور اس کا لازمی نتیجہ دوسری قوموں سے مبازرت طلبی اور انقطاع تعلقات ہوگا۔

اس ایجی ٹیشن کی بے پناہی ضلع ہزارہ میں قبائلی علاقہ کی شورش سے ظاہر ہے۔ اور ضلع ہزارہ کے دیہات میں آزاد علاقہ کے لوگوں کا حملہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جسے بعض لوگ گذشتہ دو ماہ سے پنجاب میں پھیلا رہے ہیں۔ حملہ آوروں نے کھلم کھلا اعلان کر دیا ہے۔ کہ ان کا مقصد غیر مسلموں کو ہلاک کرنا اور غیر مسلم عبادت گاہوں اور املاک کو تباہ کرنا ہے۔ ان عزائم کو روکنے کے لئے ہی حکومت کو فوج کا استعمال کرنا پڑا ہے یہ سمجھنے کے لئے حکومتِ پنجاب کے پاس کافی وجوہ موجود ہیں۔ کہ جو لوگ پنجاب میں ایجی ٹیشن کے ذمہ وار ہیں۔ یا سول نافرمانی کی تحریک شروع کرنے والے ہیں۔ وہ اس کے نتائج سے اور اپنی قوم کے مفاد سے قطعاً بے پرواہ ہیں۔ ان حالات میں حکومت کا اولین فرض ہے۔ کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے اس تحریک کو روکنے کی کوشش کرے۔ جس سے صوبہ کا امن وامان اور صوبہ کا سیاسی ارتقا خطرہ میں پڑ جائے۔ لہذا اس فرض کی ادائگی میں حکومت نے دفعہ ۳ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری پنجاب کے ماتحت فیصلہ کیا ہے۔ کہ ان لوگوں پر جو اس اضطراب اور آئندہ تحریک سول نافرمانی کے ذمہ وار ہیں۔ پابندیاں عائد کر دے۔ ساتھ ہی حکومت اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری سمجھتی ہے کہ آئینی طریقوں سے اگر کوئی قوم اپنی قانونی حق تلفی کا ازالہ چاہے۔ تو حکومت اس کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے تیار ہے قانونی چارہ جوئی کے لئے عدالتیں کھلی ہیں۔ اگر کسی کو قانونی حق میں کسی قسم کا اشتباہ ہو تو عدالتوں میں مقدمہ دائر کرکے اس کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

حکومتِ پنجاب آج کل وزیر تعلیم کے مشورہ پر ایک ایسے قانون کی تشکیل پر غور کر رہی ہے۔ جس سے مسلم قبور کی آئندہ حفاظت ہو سکے۔ اگر ان واقعات کی عام مسلمانوں کی طرف سے تائید اور حمایت کی گئی۔ تو پرائیویٹ قانون کے طور پر اُسے پنجاب کونسل میں پیش کرنے کی عام سہولت بہم پہونچائی جائے گی۔ پبلک کی اطلاع کے لئے اس مسودہ کو عنقریب مشتہر کر دیا جائیگا۔

حکومتِ پنجاب قانونِ تحفظ اوقاف پر بھی پوری طرح غور کرنے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ ان سے پرائیویٹ لوگوں اور دوسری اقوام کے قانونی حق کو کسی قسم کا صدمہ پہنچنے کا احتمال نہ ہو۔ اور عام مسلمانوں اور مسلم لیڈروں کی طرف سے اس کی پُر زور تائید کی جائے۔ مزید براں جیسا کہ علیحدہ طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ حکومتِ پنجاب نے قانونِ اسلحہ پر سے بعض پابندیاں ہٹانے کا اقدام کیا ہے۔ ایک طرف اگر حکومت امن عامہ اور قانون کی حفاظت کے لئے اپنے فرائض کو پوری طرح انجام دیگی۔ تو دوسری طرف حکومت ان ذرائع کو اختیار کرنیکے لئے ہر وقت تیار رہے۔ جن سے موجودہ مشکلات کے بادل چھٹ جائیں۔ اور وہ سمجھوتہ تمام قوموں کے لئے باعثِ عزت اور قابل قبول

(۳) راولپنڈی والے ریزولیوشن پر پورا اعتماد ظاہر کیا۔ احرار نے سوقیانہ حرکات کرنی چاہیں۔ مگر منتظمین نے نہایت خوبی سے امن وامان قائم رکھا۔ (نامہ نگار از لدھیانہ)

ہمارے تیار کردہ مال کے استعمال کے متعلق

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا ارشاد آپ الفضل میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب آپ پر واجب ہے کہ بہر حال آپ ہماری "اونٹ مارکہ" جرابیں ہی استعمال کریں۔ ان کے استعمال سے آپ کافی بچت کر سکتے ہیں کیونکہ یہ پہننے میں نہایت عمدہ اور مضبوط تسلیم کی گئی ہیں۔ اگر آپ کے شہر میں دستیاب نہیں ہوتیں۔ تو براہ راست کمپنی سے طلب فرماویں۔ آرڈر کم از کم چھ درجن کا ہونا چاہیئے۔ تفصیلات کے لئے کمپنی کو تحریر کریں۔

دی سٹار ہوزری ورکس۔ لمیٹڈ۔ قادیان

اکسیر البدن کا معجزانہ اثر

بلا شبہ دل میں نئی اُمنگ، اعضا میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زورآور اور زورآور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جواں مرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے، نیز یہ اکسیر ملیریا بخار کو روکنے اور اس سے پیدا شدہ کمزوری دور کرنے کے لئے اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

جناب ملک شیر محمد خانصاحب رئیس کوٹ رحمت خاں ڈاکخانہ مومن ضلع شیخوپورہ

تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے، مثلاً فالج، پسلی کا درد، پیشاب کا جلن سے آنا، اکسیر البدن کے ذریعے سب کو آرام ہوگیا، آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں، اس کی اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے، آپ کی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں ہے، ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں۔

جناب ڈاکٹر سیّد رشید احمد صاحب ایس اے ایس آئی ایم ڈی انڈین منٹری ہسپتال علی پور کلکتہ سے لکھتے ہیں کہ

"میں نے اپنے ایک دوست کیلئے آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن کی سفارش کی تھی، انہوں نے آپ سے منگا کر اس کا استعمال کیا، میں اس کے نتیجہ کا منتظر تھا، کل ہی ان کا خط ملا۔ وہ لکھتے ہیں کہ اکسیر البدن سے انہیں بیحد فائدہ ہوا، میں آپکو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں، براہ کرم ایک شیشی اکسیر البدن اور بذریعہ وی پی بھیج کر مشکور فرمائیں۔

جناب شیخ فخر الدین صاحب ہزاری زمیندار کورائی ضلع کٹک سے لکھتے ہیں کہ

"ملیریا بخار کے بعد اکسیر البدن نے بہت فائدہ دیا، لہٰذا ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیج دیں"

ملنے کا پتہ

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

اب نئے گرم کوٹ سلانے کی ضرورت نہیں رہی

امریکہ اور یورپ کا خاص الخاص درجہ چنا ہوا مال آنا شروع ہو گیا

بیوپاریوں کیلئے زریں موقع

سیکنڈ ہینڈ کوٹوں کے کام میں زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کے لئے ہمارا خاص الخاص درجہ مال طلب کریں۔ اس کا کپڑا سلائی اور بناوٹ ایسی ہے کہ پہنا ہوا سیکنڈ ہینڈ معلوم ہی نہیں ہوتا۔ گاہک اس کو خوش ہو کر خرید سکتے ہیں۔ اس لئے ہاتھوں ہاتھ بکتا ہے مال دیکھنے پر آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ قیمتیں تو سلائی کے دام کے برابر بھی نہیں۔ اسکے علاوہ دوسرا بھی ہر قسم کا اچھا اور عمدہ مال موجود رہتا ہے۔

مختصر نرخنامہ فی کوٹ

نام کوٹ	بنڈل میں	قیمت خاص الخاص	قیمت درجہ خاص	قیمت درجہ اول	قیمت نمبر ۲	قیمت نمبر ۳	قیمت نمبر ۴
مردانہ ہاف کوٹ	۵۰ دانہ	۳-۸-۰	۲-۴-۰	۱-۱۲-۰	۱-۸-۰	۱-۶-۰	۱-۴-۰
مردانہ اوورکوٹ	۴۰ دانہ	۳-۰-۰	۲-۱۲-۰	۲-۸-۰	۲-۴-۰	۲-۰-۰	۱-۱۲-۰
مردانہ واسکوٹ	۲۰۰ دانہ	۰-۸-۰	۰-۷-۰	۰-۵-۰	۰-۴-۰		

نوٹ:- آرڈر کے ہمراہ ۲۰ فی صدی پیشگی آنے پر تعمیل ہوگی۔ ایک بنڈل سالم سے کم مال روانہ نہیں کیا جاتا۔ مفصل ہول سیل پرائس لسٹ کمپنی سے طلب کریں۔

منیجر دی امپیریل یونائیٹڈ کمپنی نکل روڈ کراچی

THE IMPERIAL UNITED COMPANY NICOL ROAD KARACHI

عاشقان قرآن کریم کے لئے ایک عظیم الشان تحفہ

مفتاح القرآن

جسمیں قرآن مجید کے تمام الفاظ کے حوالجات پارہ۔ سورۃ۔ رکوع اور نمبر آیت دیئے گئے ہیں۔ اور ہر لفظ کے متعلقہ سیاق وسباق کا وہ جملہ بھی دے دیا گیا ہے۔ جس آیت میں وہ استعمال ہؤا ہے۔ ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ دنیا بھر میں آجتک اس قسم کی مفصل مکمل اور ہر پہلو سے جامع ومانع اور آسان ترین اور کوئی کلید شائع نہیں ہوئی۔ بلکہ برعکس اس کے اس کے مقابلہ میں نامکمل کلیدیں بڑی بڑی قیمتوں یعنی پچیس روپیہ اور چھ روپیہ تک کی قیمتوں کی شائع ہو چکی ہیں۔ مگر پھر بھی وہ ایسی مفید ہر خاص وعام نہیں تھیں۔ ان سب سابقہ خامیوں اور نقصوں کو دور کر کے یہ مفتاح القرآن بفضلہ تعالےٰ تیار ہوئی ہے۔ نمونہ کا صفحہ ذیل میں ملاحظہ فرماویں قیمت باوجود اسقدر خوبیوں کے مجلد کپڑا صرف چار روپیہ مجلد عمدہ مراکو پانچ روپیہ صفحہ ساڑھے آٹھ سو کے قریب ہیں۔ شائقین علم قرآن جلد سے جلد اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کریں۔

نمونہ صفحہ مفتاح القرآن

باب - الکاف فصل الف - و - ط - ی

پارہ	رکوع / نمبر آیت	
۳۰	۱/۲ تکویر	واذا الشمس (کورت)
۱۸	۵/۳۸ نور	کانہا (کوکب) دری
۷	۹/۷۶ انعام	فلما جن علیہ اللیل رأی (کوکبا)
۱۲	۱/۵ یوسف	انی رایت احد عشر (کوکبا)
۱	۸/۶۶ بقرہ	(کونوا) قردة خاسئین ۲۱/۱۶۶ اعراف
۱	۱۶/۱۳۶ بقرہ	وقالوا (کونوا) ہودا او نصاریٰ
۶	۲/۹ مائدہ	(کونوا) قوامین
۵	۲۰/۱۳۶ نساء	(کونوا) قوامین بالقسط
۳	۸/۸۰ آل عمران	ولکن (کونوا) ربانیین
۳	۸/۸۰ آل عمران	(کونوا) عبادا لی من دون اللہ
۱۵	۵/۵۱ اسرائیل	(کونوا) حجارة او حدیدا
۲۸	۲/۱۵ صف	یا ایہا الذین آمنوا (کونوا) انصار اللہ
۱۱	۱۵/۱۱۹ توبہ	(کونوا) مع الصادقین
۱۷	۵/۷۰ انبیاء	قلنا یا نار (کونی) بردا وسلاما علیٰ ابراہیم

فصل الہاء

رکوع / نمبر آیت	
۱/۹ کہف	ان اصحٰب (الکہف) والرقیم
۲/۱۰ کہف	اذ اوی الفتیة الی (الکہف)
۲/۱۶ کہف	فاوا الی (الکہف)
۱/۱۲ کہف	فضربنا علیٰ اذانہم فی (الکہف) سنین
۲/۱۸ کہف	تزاور عن (کہفہم)
۳/۲۶ کہف	ولبثوا فی (کہفہم)
۵/۴۶ آل عمران	ویکلم الناس فی المہد و(کہلا)
۱۵/۱۱۱ مائدہ	تکلم الناس فی المہد و(کہلا)

فصل الیاء

	رکوع / نمبر آیت	پارہ
(کی) نسبحک کثیرا	۲/۴۸ طٰہٰ	۱۶
انما صنعوا (کید) ساحر	۳/۶۲ طٰہٰ	۱۶
وما (کید) الکافرین الا فی ضلال	۳/۲۶ مومن	۲۴
وما (کید) فرعون الا فی تباب	۴/۳۸ مومن	۲۴
فان کان لکم (کید) فکیدون	۱/۴۰ مرسلات	۲۹
وان اللہ لا یہدی (کید) الخائنین	۶/۵۲ یوسف	۱۲
ان (کید) الشیطان کان ضعیفا	۱۰/۷۶ نساء	۵
وان اللہ موہن (کید) الکافرین	۲/۱۹ انفال	۹
فیکیدوا لک (کیدا)	۱/۶ یوسف	۱۲
فارادوا بہ (کیدا)	۳/۹۹ صافات	۲۳
وارادوا بہ (کیدا)	۵/۷۱ انبیاء	۱۷
ام یریدون (کیدا)	۲/۴۳ طور	۲۷
انہم یکیدون (کیدا) واکید کیدا	۱/۱۶ طارق	۳۰
قال انہ من (کید) کن ان (کید) کن عظیم	۳/۲۹ یوسف	۱۲
ثم (کیدون) فلا تنظرون	۲۴/۱۹۶ اعراف	۹
فان کان لکم کید (فکیدون)	۱/۴۰ مرسلات	۲۹
(فکیدونی) جمیعا ثم لا تنظرون	۵/۵۶ ہود	۱۲
فاجمعوا (کیدکم) ثم ائتوا صفا	۲/۶۵ طٰہٰ	۱۶
فلینظر ہل یذہبن (کیدہ) ما یغیظ	۲/۱۶ حج	۱۷
فجمع (کیدہ) ثم اتی	۲/۶۲ طٰہٰ	۱۶
لا یضرکم (کیدہم) شیئا	۱۲/۱۲۱ آل عمران	۴
یوم لا یغنی عنہم (کیدہم) شیئا	۳/۴۷ طور	۲۷
الم یجعل (کیدہم) فی تضلیل	۱/۵ فیل	۳۰

ضروری نوٹ: حوالے والے الفاظ خط وحدانی میں ہیں۔

ایک نادر اور اہم تحفہ

فتاوےٰ مسیح موعودؑ

اس میں خالص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی فرمائے ہوئے تقریباً تمام فتاوےٰ مختلف مسائل کے متعلق مع حوالجات مرتب کر کے جمع کئے گئے ہیں۔ نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ صدقہ جنازہ وبیاہ شادی۔ رسم ورواج یموت۔ سود۔ شراب۔ تمباکو۔ رشوت وغیرہ غرضیکہ دینی ودنیاوی۔ تمدنی ومعاشرتی تمام اہم امور کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تفصیلی اور شرح فتوے ہیں۔ حضرت صاحب کا انداز بیان فتووں کے متعلق اس قدر لطیف اور تسلی بخش ہے۔ کہ مسئلہ کا کوئی پہلو بھی بغیر حل کئے باقی نہیں رہا۔ بلکہ ایک طرح ان فتووں کے مطالعہ سے ایک ایسا عام اصول اور گر ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ کہ جس کی رو سے باقی تمام چھوٹے موٹے مسائل کو انسان خود ہی حل کر سکتا ہے۔ یہ کتاب ایسی اشد ضرورت کی چیز ہے۔ کہ ہر احمدی دوست کے گھر موجود رہنی چاہیئے۔ علاوہ ازیں اس کتاب کے مطالعہ سے حضور علیہ السلام کے تفقہ فی الدین اور حقیقت اسلام کے متعلق ان اعلیٰ علوم کا پتہ لگتا ہے۔ جو بجز خدا کے برگزیدہ بندوں کے اور کسی کو کم ہی میسر آتا ہے۔ مجھے یقین کامل ہے۔ کہ اگر کوئی غیر احمدی ضرور تعصب سے تھوڑی دیر کے لئے خالی الذہن ہو کر اس کتاب کا مطالعہ کریگا۔ تو وہ حضرت صاحب کی روحانی عظمت کا یقیناً قائل ہو جائیگا۔ صفحات ۲۵۲ قیمت صرف ایک روپیہ مجلد سنہری ۱/۸

حضرت مسیح موعودؑ کے تمام انعامی چیلنج

جو ہندو عیسائیوں اور مسلمانوں کو مختلف اوقات میں حضور علیہ السلام نے دیئے ہیں۔ وہ سب کے سب ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں۔ تبلیغی مقصد کے لئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت صرف ۱/ ایک روپیہ کے ۲۵ عدد۔

ذکر الٰہی

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی معرکتہ الآرا تقریر جس میں ذکر اللہ کے تمام طریقے اور فوائد اور نتائج بیان فرمائے گئے ہیں۔ جیبی تقطیع پر چھپوایا گیا ہے۔ قیمت صرف ۲ روپیہ کی ۱۲ عدد۔

قبولیت دعا کے طریقے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دلربا تقریر جس میں دعا کی یقینی قبولیت کے گر بیان فرمائے گئے ہیں۔ قیمت صرف ایک آنہ روپیہ کی ۲۵ عدد

تبلیغی درثمین اردو مکمل

نہایت خوبصورت لکھائی چھپائی اور کاغذ جیبی سائز قیمت صرف ایک آنہ

کتاب گھر قادیان

بقیہ صفحہ ۲

مولوی محمد اعظم صاحب مولوی فاضل ولد محمد فاضل صاحب

قریباً دو ماہ کا واقعہ ہے۔ میں نے مسجد فضل میں ظہر کی نماز پڑھی۔ حنیفا نے آ کر عبد السلام کے مکان پر اُسے آواز دی۔ وہ غیر احمدی ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ اس کے ہاتھ میں کچھ تھا۔

بجواب سوالات وکیل ملزم:۔ یہ کوئی ڈیڑھ پونے دو بجے کا واقعہ ہے۔ یہ بات اس وجہ سے یاد رہی۔ کہ اسی دن حنیفا نے میاں صاحب پر حملہ کیا۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے اس حملہ کی خبر کس سے سُنی۔ یہ خبر عام تھی۔ کہ میاں صاحب پر حملہ ہوا ہے۔ میں نے یہ خبر پونے سات بجے کے قریب سُنی تھی مجھے یاد نہیں کہ مسجد فضل میں اس وقت کوئی اور نمازی بھی تھا۔ اُسے دیکھ کر میرے دل میں کوئی شکوک پیدا نہیں ہوئے تھے۔ جبکہ اس نے عبد السلام کو آواز دی تھی۔ اُسے اس طرح دیکھنے اور عبد السلام کو بلانے کا ذکر پونے سات بجے سے پہلے میں نے کسی سے نہیں کیا۔ یہ خبر سننے کے بعد میں پولیس چوکی کی طرف نہیں گیا۔ اس واقعہ کے دو تین روز بعد پولیس نے مجھے بلایا تھا۔ اس واقعہ کے بعد میں نے کئی لوگوں سے ذکر کیا کہ اس طرح میں نے ملزم کو دیکھا تھا۔ نام کسی کا یاد نہیں۔ پولیس میں میرا بیان سردار خوشحال سنگھ صاحب نے لیا تھا۔

اس کے بعد کورٹ انسپکٹر صاحب نے کہا۔ کہ میں باقی گواہان کو غیر ضروری سمجھ کر چھوڑتا ہوں۔ اور درخواست پیش کی۔ کہ میں ناظر صاحب امور عامہ سلسلہ احمدیہ رائے صاحب جواہر لال اور سول سرجن اور چودہری حسین علی صاحب مجسٹریٹ کو پیش کرانا چاہتا ہوں۔ جسے عدالت نے منظور کرتے ہوئے ۹ اکتوبر تاریخ مقرر کی؛

لنڈن (بذریعہ ڈاک) اخبار "جان بل" نے لکھا ہے۔ کہ لارڈ لنلتھگو۔ سر تیج بہادر سپرو کو ہندوستانی فیڈریشن کا پہلا وزیر اعظم مقرر کریں گے۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ زلزلہ کوئٹہ ریلیف فنڈ میں لارڈ میئر لنڈن نے ہائی کمشنر فار انڈیا کے ذریعہ وائسرائے کے نام ۲۵۰۰۰ پونڈ کی پہلی قسط بھجوائی ہے۔

کوئٹہ ۱۱ ستمبر۔ چمن کے نزدیک فوجی سپاہیوں اور پولیس کے درمیان تصادم کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ لڑائی کی وجہ یہ تھی۔ کہ پولیس دو آدمیوں کو جو اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ کسی سلسلہ میں گرفتار کر کے لیجا رہی تھی۔

شملہ ۱۱ ستمبر۔ گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ حاجی ترنگ زئی کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی کی بناء پر علاقہ مہمند میں فوج تعینات کی جائے۔

جنیوا۔ ۱۱ ستمبر۔ تنازعہ ابے سینیا کے تصفیہ کا کوئی امکان نظر نہیں آتا پانچ ممبروں پر مشتمل کمیٹی کے صدر کی رپورٹ مایوس کن ہے۔ وہ اطالوی نمائندہ بیرن الوئی سے سمجھوتے کی کوئی تجویز اخذ کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ کیونکہ اس کا رویہ سخت اور غیر مصالحانہ ہے۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ ڈیلی ٹیلیگراف رقمطراز ہے۔ اگر تنازعہ ابے سینیا میں ایسی صورت حالات پیدا ہوگئی۔ جس میں برطانیہ کو اٹلی کے خلاف کارروائی کرنی پڑی۔ تو فرانس اس کی پوری حمایت کرے گا۔

راولپنڈی ۱۱ ستمبر۔ برطانوی فوجی دستے اور سامان جنگ نہایت شدومد سے سرحد کو روانہ کیا جا رہا ہے۔ اس اقدام سے سرحد پار کی شورش کا استیصال کرنا مقصود ہے۔

کلکتہ ۱۱ ستمبر۔ مسٹر سبھاش چندر بوس نے ہندوستان کے حق میں بین الاقوامی حمایت حاصل کرنے کی تجویز پیش کی ہے ان کا خیال ہے۔ کہ ایک ایسی جماعت بنائی جائے جو پمفلٹوں کے ذریعہ غیر ملکی معاملات کے متعلق عوام میں دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کرے؛

امرتسر ۱۱ ستمبر۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۱۱ آنے چاندی دیسی ۴۶ روپے ۱۲ آنے؛

لاہور ۱۱ ستمبر۔ مسٹر درشناہ گیلانی۔ میر محمد دین۔ سید زین العابدین اور مولوی شیر نواب قصوری کو مختلف جگہوں پر نظر بند کر دیا گیا ہے۔ ان کی نظر بندی راولپنڈی کانفرنس کے متعلق تقاریر کی وجہ سے ہوئی ہے۔

برلن ۱۱ ستمبر۔ ایک نازی گورنر نے یہودیوں کے ایک مخالف اخبار میں لکھا ہے۔ کہ جس دن تمام یہودیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس دن بنی نوع انسان کو نجات حاصل ہو جائے گی۔

جنیوا ۱۱ ستمبر۔ لیگ کونسل کے اجلاس میں مسٹر سیموئل ہور نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ چھوٹی اقوام کا حق ہے۔ کہ ان کی قومی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے ان کی اجتماعی طور پر حفاظت کی جائے اب تنگ سے نکلنے کی کوئی تدبیر نکالنی چاہئے۔

شملہ ۱۱ ستمبر۔ آج اسمبلی میں کریمنل لا امینڈمنٹ ایکٹ بل پر بحث ہوئی جب آنریبل سر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو حاضرین کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین بلند ہوتے۔ آپ نے کہا۔ اگر مخالفین بل کی یہ دلیل مان لی جائے کہ بل سے جس خرابی کو روکنا مقصود تھا۔ اس کو دور کرنے سے قاصر رہا ہے تو پھر عملی طور پر تمام قوانین کو منسوخ کرنا پڑے گا۔ اس ایکٹ سے سوسائٹی کے تمام طبقوں پر ناواجب حملوں کو روکنا مقصود ہے۔

ص ۴ متذکرہ بالا فیصلہ کے متعلق ایسوسی ایٹڈ پریس کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس اعلان میں اس امر کا بھی فیصلہ ہو جائے گا۔ کہ سکھ ایک کرپان رکھ سکتے ہیں۔ یا ایک سے زیادہ اور عدالت عالیہ سے اس کے متعلق فیصلہ لینے کی ضرورت نہ ہوگی؛

پنجاب کے تمام اضلاع میں تلوار رکھنے کی عام اجازت

شملہ ۱۱ ستمبر حکومت پنجاب نے حسب ذیل اعلان کیا ہے:۔

جنوری ۱۹۲۷ء میں حکومت پنجاب کی طرف سے تلواروں پر سے پابندیاں دور کرنے کی تحریک بروئے کار آئی تھی۔ کہ تمام پنجاب کو قانون اسلحہ کی دفعات ۱۳ وغیرہ کے اطلاق سے مستثنٰے قرار دیا جائے اس سے پیشتر بعض جاگیردار وہ لوگ جو پچاس روپے مالیہ یا انکم ٹیکس ادا کریں۔ خطاب یافتگان اور ریٹائرڈ فوجی افسر تلوار رکھ سکتے تھے۔ اس سال ماہ جولائی میں ترقی کی طرف ایک اور قدم اٹھایا گیا۔ اور ۹ اضلاع میں تلوار پر سے پابندیاں دور کر دی گئیں۔ نومبر ۱۹۲۸ء میں اس فہرست میں ۹ اضلاع کا اور اضافہ ہوگیا اور مئی ۱۹۳۰ء میں دیگر پانچ اضلاع کو اجازت مل گئی اس وقت صورت حالات یہ ہے۔ کہ پنجاب کے کل ۲۹ اضلاع میں سے ۲۳ اضلاع میں تلوار رکھنے کی عام اجازت ہے۔ اور صرف اضلاع فیروز پور لاہور۔ امرت سر۔ کرنال۔ راولپنڈی اور ملتان میں عام اجازت نہیں۔ یہاں خاص خاص اشخاص تلوار رکھ سکتے ہیں۔ ان چھ اضلاع میں گویا مشروط اجازت تھی۔

دفعہ ۱ (۷) شیڈول ۱ قواعد اسلحہ کی رو سے سکھوں کو کرپان رکھنے کی عام اجازت ہے۔ چند سال پیشتر عدالت عالیہ نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ جب تلوار کسی سکھ کے قبضہ میں ہوتی ہے۔ تو وہ کرپان بن جاتی ہے۔ اور اس طرح سکھ قوم تلوار کی آزادی سے فائدہ اُٹھاتی ہے۔ حالانکہ متذکرہ چھ اضلاع میں بسنے والی دوسری اقوام اس سے محروم ہیں۔ حکومت پنجاب نے حکومت ہند سے سفارش کی۔ کہ وہ اس پابندی کو دور کرنے کی اجازت دے۔ جسے حکومت ہند نے شیڈول ۲ قانون اسلحہ میں ترمیم کر کے منظور کر لیا ہے۔ ان اضلاع میں آئندہ تلوار پر سے تمام پابندیاں ہٹا لی گئی ہیں اس فیصلہ پر عمل پیرا ہونے کیلئے حکومت عنقریب ایک نوٹس شائع کرے گی؛

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا) ایڈیٹر غلام نبی